ی ۔ کھیر

ان خط نسخ میں لکھی جاتی ہے

Call No ________ Date ________

Acc. No ________

UNIVERSITY OF KASHMIR
LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of 10/20 Paise will be leveid for each day, if the book is kept beyond that date.

اردو رسم خط اور طباعت

تصنیف

پروفیسر ہارون خاں شروانی

———— :o: ————

ناشر

مہتمم مطبوعات، سعود منزل، حمایت نگر
حیدرآباد دکن

+ ccetion

اردو رسم خط اور طباعت

تصنیف

پروفیسر ہارون خاں شروانی

———:•:———

ناشر

مہتمم مطبوعات، سعود منزل، حمایت نگر

حیدرآباد دکن

UL
1579

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 46702
Date 17.7.63
SRINAGAR

ST 01

CHECKED

ALLAMA IQBAL LIBRARY
46702

مطبوعہ

اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی ، کاچی گوڑہ ، حیدرآباد دکن

سنہ ۱۹۵۷ ع

پیش لفظ

اردو رسم خط کے موضوع پر راقم کے دو مضمون انجمن ترقی اردو (ہند) کے رسالہ ،اردو ادب، مین چھپ چکے ھین - پہلا مضمون " رومن رسم خط اور اردو زبان " جنوری ۱۹۵۱ع کے شمارے میں اور دوسرا " اردو رسم خط اور طباعت " ۱۹۵۶ع کے شمارے مین طبع ھوا ، اس کتاب مین ان کی ترتیب بدل دی گئی ھے ؛ ساتھ ھی موضوع کی اھمیت اور وقت کے تقاضے کی خاطر ان پر مکمل نظر ثانی کرلی گئی ھے اور بعض حصون کو بالکل نئے قالب میں ڈھال دیا گیا ھے - امید ھے کے اردو پریمیوں مین یہ کتاب مقبول ھوگی رومن لپی پر پہلے باب میں مجمل اور دوسرے میں مفصل طور پر غور کیا گیا ھے ، اس لئے ممکن ھے کہ ناظرین کرام کو بعض مکررات سے دو چار ھونا پڑے ؛ اس کے لئے معافی کا خواستگار ھوں -

مین پروفیسر آل احمد سرور سکریٹری انجمن ترقی اردو (ھند) کا ممنون ھون کہ انھون نے ان دونوں مضمونون کو کتاب کی شکل میں لے آنے کی اجازت دی - میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب کا بھی شکر گزار ھوں کہ انھوں نے پروف کی تصحیح مین مدد دی ، بلکہ اگر ان کا کرم شامل حال نہ ھوتا تو شاید یہ کتاب شائع نہ ھوسکتی -

ھ ۰ خ ۰ ش

حیدرآباد دکن

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۵۷ع

فہرست مضامین

صفحہ

باب ـ ۱

اردو رسم خط اور طباعت

---:o:---

تمہید

یہ مسئلہ مدت سے زیر بحث رہا ھے کہ مروجہ اردو رسم خط مین کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی ضرورت ھے یا نہین، اور ھے تو اس کی نوعیت کیا ہو نی چاھئے، چونکہ زمانہ دراز سے حیدرآباد اردو زبان کا گہوارہ بنارھا ھے اور آج بھی حیدرآباد شہر مین اردو مادری زبان والون کی تعداد دوسری کسی زبان والون سے زیادہ ھے اس لئے یہ قدرتی بات ھے کہ یہان اس مسئلے پر کافی توجہ کی گئی ہو، اورحال مین کئی مرتبہ اردو ادیبون، اخبار والون اور دوسرے دانشورون کے درمیان تبادلہ خیالات رہا ہو - مئی سنہ ۱۹۵۶ ع مین حیدرآباد مین جو کل ہند اردو کانفرنس ہوئی اس مین بھی اردو کے بعض عالمون نے اس مسئلے پر مختلف پہلوون سے روشنی ڈالی ؛ لیکن ظاہر ھے کہ اس کی نوعیت ایسی نہ تھی کہ کانفرس کسی نتیجے پر پہنچتی یا کوئی رزولیوشن پاس کرتی - جو لوگ کانفرنس کے اس اجلاس مین موجود تھے جس مین اردو رسم خط کے مسئلے پر بحث ہوئی ان مین سے ہر ایك کو اس بات کا احساس تھا کہ اردو جس نازك دور مین ہو کر گزر رہی ھے اس کا تقاضا یہ ھے کہ جو اور

بھی اس کی ترقی مین مانع ہون ان کا انسداد کیا جائے اور ان تدبیرون پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے جو ہمین اپنی زبان کو ترقی کی منزل تک لے جانے مین ممد ثابت ہون۔

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اردو رسم خط میں تبدیلی کے محرکات کیا ہین۔ ایک طرف شمال سے یہ آواز آتی ہے کہ اردو کو فورا دیوناگری لپی اختیار کرلینی چاہئے، تو دوسری جانب آج سے نہین بلکہ ایک صدی سے زیادہ سے یہ تحریک چل رہی ہے کہ اردو کو رومن حروف میں لکھا جائے۔ تیسرا گروہ ان اردو پریمیون کا ہے جو اس صورت حال سے نالان ہین کہ ہمارے بہترین اخبار، اور بہترین رسالے، کتابین دیدہ زیبی اور ظاہری حسن کے اعتبار سے بیرون ملک کی مطبوعات کا تو کیا، خود اس ملک کی دوسری زبانون کی مطبوعات کا مقابلہ نہین کرسکتین، اور وہ سوچنے لگے ہین کہ اس تنازع للبقا کے دور مین ہماری زبان، جس کے متعلق ہمارا دعوی ہے کہ دیس کی باقی سب زبانون سے زیادہ بولی سمجھی جاتی ہے، کیسے اور کتنے دن پنپ سکتی ہے۔ آپ کسی ریلوے بکسٹال پر چلے جائے، وہان تلنگی یا ملایالم یا ہندی کی کوئی کتاب یا اخبار اٹھا لیجئے اور اس کا مقابلہ اپنے بہترین مطبوعے سے کیجئے تو آپ سوچنے لگین گے کہ وہ زبان جس کا یہ مطبوعہ ہے مسابقت کے اس دور مین کس طرح زندہ رہ سکتی ہے!

یہان چالیس پینتالیس برس پہلے کا ایک قصہ یاد آگیا۔ سید راس مسعود جو بعد مین چل کر حیدرآباد کے معتمد تعلیمات، مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور بھوپال ریاست کے وزیر تعلیم ہوئے اور جو نسبتاً کم عمری مین اپنے دوستون اور عزیزون کو داغ مفارقت دے گئے، ولایت سے اعلی تعلیم حاصل کر کے سنہ ۱۹۱۲ع مین

وطن واپس ہوئے تھے۔ ان کے ایک دوست ای۔ایم۔فورسٹر E. M. Forster تھے جن کا شمار آج کل انگریزی زبان کے چوٹی کے ادیبون مین سے ھے۔ جو لوگ عصری ادب سے دلچسپی رکھتے ھین وہ یہ جانتے ھین کہ فورسٹر کا ناول A Passage to India کس پائے کی کتاب ھے۔ فورسٹر اس ناول کے لئے مواد حاصل کرنے اور اس ملک کی «فضا» سے واقف ہونے کی غرض سے ھندستان آئے اور علی گڑھ مین مسعود کے ساتھ ٹھرے۔ ھندستان کے عوام سے براہ راست ربط پیدا کرنے کے لئے مسعود کے کہنے پر فورسٹر نے انگرکھا، دوپلو ٹوپی اور چوڑی دار پائجامہ کی پوشش اختیار کرلی اور میزبان اور مہمان دونون گاؤن گاؤن اور شہر شہر گھومنے پھرنے لگے۔ دھلی برطانوی ھند کا صدر مقام بن چکا تھا لیکن ابھی تک ھند سرکار کلکتے سے منتقل نہ ہوئی تھی اور اس اجڑے ہوئے شہر مین پرانی تہذیب اور شائستگی کے آثار باقی تھے۔ مسعود اور فورسٹر چاندنی چوک مین گھوم رھے تھے کہ فورسٹر نے دریافت کیا کہ بھائی! تمھاری اردو زبان کا سب سے بڑا کلاسیکی شاعر کون گزرا ھے؟ مسعود نے بلا تامل جواب دیا کہ غالب سے بڑھ کر کون ہوگا۔ فورسٹر نے اس پر کہا کہ مین غالب کی کلیات خریدنا چاھتا ہون۔ اس زمانے مین چاندنی چوک مین اردو کتب فروشون کی ایک نہین چار چھے دوکانین تھین۔ مسعود ایک دوکان پر کھڑے ہوگئے اور دریافت کیا کہ آپ کے یہان اردو دیوان غالب کا کوئی نسخہ ھے؟ معاً جواب ملا کہ ھمارے پاس اس کے کئی اڈیشن ھین؛ آپ کو آٹھ آنے والا نسخہ دون یا بارہ آنے والا یا سب سے بھتر نسخہ جس کی سوا روپیہ قیمت ھے؟ مسعود نے سوا روپیہ نکالا اور دیوان غالب کا نسخہ خرید لیا۔ یہ بادامی کھردرے کاغذ پر چھپا ہوا تھا، جگہ جگہ روشنائی

کے دھبے پڑے تھے ، سفید تاگے سے سلا ہوا تھا۔ دونوں دوکان سے آگے بڑھے تو فورسٹر نے مسعود سے پوچھا کہ کیا غالب تمھارا سب سے بڑا کلاسیکی شاعر تھا ؟ مسعود تو غالب کے گویا حافظ تھے اور انگریزی زبان پر انگریزوں کی طرح قادر تھے ، فوراً انھوں نے تاڑ اتاڑ غالب کے کتنے ہی اشعار سنا ڈالے اور ان کا انگریزی میں مطلب بھی بیان کردیا ، اور کہا کہ بعض اعتباروں سے غالب تمھاری انگریزی کے بعض بڑے بڑے شاعروں سے بھی بالاتر ہے۔ فورسٹر غالب کے اشعار سن کر انگشت بدندان ہوگئے اور کہا کہ مسعود مجھے حیرت ہے کہ اتنے بڑے شاعر کے کلام کو تم لوگوں نے ایسے ذلیل کاغذ پر چھاپا ہے جسے شائد ہم اپنے بدن کی صفائی کے لئے بھی استعمال نہ کریں گے ، اور اس کی طباعت کا یہ عالم ہے کہ جو طریقہ ہم نے صدیوں پہلے ختم کردیا تم اس بیسویں صدی میں بھی اس میں اپنی بہترین کتابیں چھپواتے ہو۔ مسعود کہتے تھے کہ مجھے یہ سن کر اتنی ندامت ہوئی کہ عرق عرق ہوگیا اور میرے لئے صرف ایک چارہ کار باقی رہ گیا وہ یہ کہ مبحث کو بدل دوں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اوسط درجے کے اخباروں اور رسالوں کی شکل و صورت کا معیار کم و بیش وہی ہے جو آج سے چالیس پینتالیس برس پہلے تھا اور گو کتابوں کے گرد پوش اور رسالوں کے سرورق ذرا زیادہ اہتمام سے چھپتے ہیں لیکن طباعت کے اعتبار سے تو ہم شاید ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکے۔ پھر ایک طرف ہمارا یہ ادعا ہے کہ اردو زبان ہندستان کی دوسری تمام زبانوں سے زیادہ بولی سمجھی جاتی ہے تو دوسری جانب شاید یہودی مذہب کی اور پارسی مذہب کی طرح وہ محدود ہو کر رہ گئی ہے اور رسم خط کی پیچیدگیوں

کی وجہ سے زیادہ تر وہی لوگ اردو لکھنا پڑھنا سیکھتے ہین جن کی مادری زبان اردو ہے۔ یہ زبان کیسی ہی دل لبھانے والی ہو، اس کا لوچ، اس کی خوبروئی خود ہمارے وطنی بھائیون تک نہیں پہنچ سکتی۔ ایک اور مشکل یہ آپڑی ہے کہ ہندستان کے نئے نقشے مین شاید سوائے دہلی اور کشمیر کے یہ کسی ریاست کی سرکاری زبان نہین رہی اور وہ صوبے یا رقبے جہان کل تک یہ اکثریت کی مادری زبان تھی وہان سے یا تو باضابطہ نکالی جارہی ہے ورنہ سرکاری اغراض کے حد تک حرف غلط کی طرح محو کی جارہی ہے[1]۔ پھر طرفہ یہ کہ شستہ سے شستہ

(۱) ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۵۶ء کو لوک سبھا مین یونین کے وزیرداخلہ شری داتار نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوے کہا کہ «نیپالی، سندھی اور اردو کے بعض ادارون کی طرف سے اس مضمون کی درخواستین وصول ہوئی ہیں کہ انہیں علاقائی زبان بنایا جائے، مگر حکومت کے نزدیک انہوں نے اس مطالبے کے جواز میں جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ شافی نہیں۔» ہمیں اس کا تو علم نہین کہ نیپالی اور سندھی زبان کے وہ کون سے ادارے تھے جنہون نے ان زبانون کو علاقائی زبان بنانے پر زور دیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ مختلف ریاستون مین نیپالی یا سندھی بولنے والون کی کیا تعداد ہے اور اس تعداد کا دوسری زبانین بولنے والون سے کیا تناسب ہے؛ مگر جہان تک اردو کا تعلق ہے غالبا شری داتار کا اشارہ اس عظیم الشان درخواست سے ہوگا جسے تین سال ہوئے بیس لاکھ سے زیادہ دستخطون سے انجمن ترقی اردو (ہند) کی طرف سے راشٹرپتی راجندر پرشاد کی خدمت مین پنڈت ہردے ناتھ کنزرو اوران کے چھہ رفیقون نے پیش کیا تھا اور جس کا ماحصل یہ تھا کہ ہمارے دستور کے دفعہ ۳۴۷ کی رو سے اردو کو اترپردیش میں ہندی کے ساتھ ساتھ علاقائی زبان کی حیثیت دی جائے۔ دفعہ ۳۴۷ یہ ہے:

347: "On a demand being made in that behalf, the President may, if he is satisfied that a substantial proportion of the population of a state desire the use of any language spoken by them, to be recognised by State, direct that such language shall be officially recognised throughout the State for any purposes that he may specify."

اردو اگر صرف بولی جاتی ھے یا (سینما کی فلمون کی طرح) سنی جاتی ھے تو اسے ہندی کہہ کر اس کے اعداد و شمار کم کئے جاتے ھیں۔ غالبا یہی وہ محرکات تھے جن کی وجہ سے اردو والون کو اس کے رسم خط کی طرف توجہ ھوئی ھے اور وہ یہ سوچنے لگے ھیں کہ اس کے بولنے والون کی تعداد ھندستان مین کتنی ھی بڑھی ھوئی کیون نہ ھو، اس کے لکھنے پڑھنے والون کی گنتی نہایت کم ھے اور موجودہ رسم خط اور طباعت ھوتے ھوئے اس کا پیام دوسرون تک پہنچانا تقریبا ناممکن ھو گیا ھے۔

رسم خط کی اصلاح

اس وقت اردو رسم خط کی اصلاح یا تبدیلی کے متعلق تین تحریکین ملک کے سامنے ھیں۔ ایک تحریک تو یہ ھے کہ ھندستان کی دوسری زبانون کی سیدھ میں لانے کے لئے اس کی لپی بدل کر ناگری لپی کو اختیار کیا جائے، دوسری یہ کہ اس کا دائرہ وسیع کرنے اور اس کی لکھائی چھپائی مین آسانی پیدا کرنے کی غرض سے رومن رسم خط مین مناسب ترمیمین کر کے اسے بالفعل موجودہ رسم خط کے ساتھہ ساتھہ اختیار کیاجائے، اور تیسرے یہ کہ لکھت کی حد تک تو اس کا رسم خط نستعلیق یا شکست رہنے دیا جائے، لیکن طباعت کا معیار بڑھانے کے لئے عربی، فارسی، سندھی، ملائی اور پشتو کی طرح فی الفور نسخ

= بظاہر حکومت ہند اردو کو یو-پی کے ایک زبان کے طور پر بھی تسلیم کر لینے کے لے تیار نہیں اگر ۲۰ لاکھہ سے زیادہ افراد کے دستخطوں کی بھی کوئی اہمیت نہیں اور مسئلہ ایسی زبان کا ھے جس کے بولنے والوں کی مغربی یو۔پی میں اکثریت ھے تو پھر اردو کی حد تک دفعہ ۳۴۷ بے معنی ھو جاتی ھے۔

ٹائپ کا رواج عام کردیا جائے ۔ یہ تو اصلاح یا تبدیلی کی تحریکین ہوئین ؛
ایک چوتھا مسلک یہ بھی ھے کہ اردو زبان کی جان گویا نستعلیق ٹائپ مین ھے
اور کتابین ٹائپ مین چھپین گی تو وہ مہنگی پڑین گی ، اس لئے جو ڈھرا چلا
جارھا ھے وہی رہنے دیا جائے ، ورنہ اردو زبان کی مقبولیت کم ہو جائیگی اور
اس کی ترقی رک جائیگی ۔ ان مہربانون کا یہ بھی کہنا ھے کہ نستعلیق مین ہر لفظ کے
نوک پلک کا خیال رکھا جاتا ھے اور اس کا لحاظ جیسا لیتھو چھاپے میں ہوسکتا ھے
ایسا کسی دوسرے طریقے مین ممکن نہین ، اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ نستعلیق
رسم خط اور لیتھو چھپائی ھی قائم رھے ورنہ اردو فنا ہو جائیگی ۔ اس طبقے کی
رجائیت باعث تقلید ہو لیکن اگر اس کے معنے یہ ھین کہ ہم آنکھین بند کئے لکیر کے
فقیر بنے رھیں اور وظیفہ پڑھتے رھین کہ ھماری زبان نہین مٹ سکتی اور ھمین
کسی طرح کی جدو جہد یا اصلاح کی ضرورت نہین تو ھمین اس طبقے سے کچھ
کہنا نہین ۔ قومون کی طرح زبانین بھی بنتی بگڑتی رھتی ھین ۔ فارسی جیسی مدھ بھری
زبان جو ڈیڑھ سو برس پہلے ھمارے ملک کے طول و عرض مین پھیلی ہوئی تھی
وہ پے در پے سیاسی انقلابون کے باعث نابود ہو گئی ۔ اردو کے علاوہ دنیا کی
کوئی زبان اب لیتھو مین نہین چھپتی ۔ ایسے رسم خط کو جس کی ایک داب مین
نو سو یا زیادہ سے زیادہ ہزار صفحے نہ چھپ سکتے ہون ، جو بنیادی تعلیم کی
ضروریات سے بالکل نا آشنا ہو ، جس کے ،، نوک پلک ،، کا (جس پر ھمین اتنا
ناز ھے) کسی اخبار یا معمولی رسالے مین پتہ بھی نہ چلتا ہو ، جس کی کتابون مین
مضمون کے ساتھ نہ ھاف ٹون تصویرین چھپ سکتی ہون نہ نقشے ، جس کے
اخبارون میں تصویرین چھپین تو ایک کا دوسری سے امتیاز مشکل ہو ، اگر

باوجود ان تمام باتون کے کوئی شخص لیتھو کو اردو کی بقا کی ضمانت سمجھتا ھے تو یہ خیال اسے مبارک ھو، وہ اردو کو فنا کی طرف لیے جا رھا ھے نہ کہ بقا کی طرف[1]۔

دیونا گری لپی

اب ان تحریکون کو یکے بعد دیگرے لیجئے جو اردو کے رسم خط کی اصلاح کے متعلق پیش کی جارھی ھین۔ جہان تک دیونا گری لپی کا تعلق ھے سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ آخر اس لپی مین کون سی خوبیان ھین کہ ھم اپنا رسم خط چھوڑ کر اسے اختیار کرلین۔ اس مین شبہ نہیں کہ ناگری لپی نے ڈ اور ڑ جیسی پیش آریائی آوازون اور ق، خ، غ، جیسے عربی مخارج مین تھوڑا بہت تصرف کر کے اپنا لیا ھے؛ ساتھ ھی دوسری قومون کے بہت سے اعلام کو اس لپی میں کم وبیش صحیح طور پر ادا کیا جاسکتا ھے۔ مگر ناگری لپی میں بعض ایسی خامیان ھیں کہ ان کی وجہ سے نہ صرف اردو ھی کی مشکلات حل نہین ھو سکتیں بلکہ جب تک اس میں انقلابی تبدیلیان نہ ھون طویل مدت کے نقطۂ نظر سے خود ھندی کے لئے بھی یہ لپی باقی رھنے کا مسئلہ قابل غور ھے۔ ناگری میں جملہ حروف کی تعداد

---

(۱) یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ جس پتھر پر اردو اخبار رسالے اور کتابیں چھپتی ھیں وہ ادنی درجے کا پتھر ھوتا ھے۔ لیتھو کا پتھر تین طرح کا ھوتا ھے:

۱۔ آسمانی پتھر جو نہایت سخت ھوتا ھے اور جو زیادہ تر تصویرین اتارنے کے کام آتا ھے؛

۲۔ خاکستری پتھر جو علاوہ تصویروں کے دوسرے نہایت باریک نقش و نگار اتارنے میں استعمال ھوتا ھے؛ اور

۳۔ زرد پتھر جو اب سوائے اردو چھپائی کے اور کسی کام نہیں آتا لیتھو کی ایجاد بے، ویریا کے ایک ایکٹر سینیے فیلڈر Senefelder نے انیسوین صدی کے ابتدا میں کی مگر چھپائی کا یہ طریقہ یورپ میں کبھی مقبول نہیں ھوا۔ دیکھئے: Encyclopaedia Brittanica سنہ ۱۹۳۹ع جلد ۱۸، صفحہ ۵۰۸ وغیرہ۔

۵۲ ھے جس مین سے ۱۶ حروف علت اور ۳۶ صحیح حروف ھین ۔ حروف علت مین اِ ، ای ، اُ ، او ، اے ، ائی ، آو ، او ، کے لئے بالکل علحدہ شکلین ھین حالانکہ یہ آوازین अ پر ماترائین لگانے سے ظاہر کی جا سکتی تھین ۔ صحیح حروف میں دس کو نفسی[۲] کہاجا سکتا ھے جن کے ذریعے سے اس تلفظ کا اظہار کیاجا تا ھے جو بنیادی آواز کے ساتھہ ھ کی آواز ملانے سے پیدا ھوتا ھے ۔ یہ حروف ख , छ , झ , ठ , ढ , थ , ध , फ ھین اور یہ بنیادی حروف क , च , ज , ट , ड , त , द , प سے بالکل مختلف ھین حالانکہ یہ مقصد بنیادی حروف کے ساتھہ ह لگانے سے پورا ھوسکتا تھا ۔ ان کے علاوہ ھندی کی حدتک ड , न , اور ण کی ایک ھی آواز ھے ۔ ماترا کی یہ کیفیت ھے کہ یہ کبھی حرف کے اوپر ، کبھی نیچے ، کبھی سیدھی طرف اور کبھی الٹی طرف لگائی جاتی ھے اورجب یہ حرف کے الٹی طرف لگائی جاتی ھے تو نظر پہلے ماترا پر اور اس کے بعد اصل حرف پر پڑتی ھے جو نظریاتی اور نفسیاتی اصول کے بالکل خلاف ھے[۴] ۔ بعض حروف کی کشش نہایت پیچیدہ ھے ۔ پروفیسر نرائن مینن اپنے رسالے Script Reform مین کہتے ھین کہ ناگری کا سب سے پہلا حرف یعنی अ اشٹ پد کی طرح چارون طرف ھاتھہ پاؤن پھیلائے ھوئے ھے ۔ اس کے بر عکس جو حروف مدور یانیم مدور ھین ان مین سے بعض نہایت پیچیدہ ھیں جیسے छ , झ , ह , क्ष , ज्ञ وغیرہ اور ایک نظر مین یہ آنکھہ مین نہین سماتے ۔ سب سے بڑی دقت یہ ھے کہ ناگری کے ہر

(۳) Aspirated

(۴) تقریبا یھی کیفیت « ر » کی آواز کی ھے ۔

حرف صحیح مین زبر کی آواز مضمر ھے جس کی وجھہ سے ایك جزم دار اور متحرك آواز کو ملانا ھو تو زبر کی علامت کو (جو اکثر حروف مین کھڑے الف کی شکل کی ھے) حذف کرنا پڑتا ھے۔ نتیجہ یہ ھے کہ بنیادی ۵۲ حروف کے ساتھہ کم و بیش ۴۰۰ سنیکتا کشرون یا ملے جُلے حروف کی ضرورت پڑتی ھے اور ھندی چھپائی کے غیر ضروری طور پر طویل اور پیچیدہ ھونے کی وجھہ سے انگریزی سے کہین زیادہ جگہ گھیر لیتی ھے۔ ناگری پریمیون کو اس بات کا اندازہ ھے کہ ان دشواریون کی وجھہ سے اس لپی کو مقبول بنانے اور عصری ایجادون کا اس پر اطلاق کرنے مین کتنی دقت پیش آرھی ھے؛ مگر وہ ابھی تك معمولی سے معمولی اصلاح پر بھی متفق نہین ھو سکے۔ مثال کی طور پر جہان اوپر کی ریکھا گجراتی مین کلیۃ اور بنگالی مین ایك بڑی حد تك حذف کردی گئی ھے، وھان ناگری والے اس کے رکھنے پر مصر ھین۔ یہان ایك دلچسپ بات یہ کہنی ھے کہ خود ھمارے ملك کے بعض دانشورون کا خیال ھے کہ سائنٹیفك اعتبار سے تلنگی رسم خط ناگری سے بھتر ھے، اس لئے کہ اس کے تمام حروف مدور ھوتے ھین اور انسان کی نگاہ جیسی دائرے پر جمتی ھے ویسی نوك دار حروف پر نہین جمتی۔ شاید اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ھے کہ یہ تحریك بنگال تك مین پہنچ گئی ھے اور وھان ایسے لوگ پیدا ھوگئے ھین جو تلنگی رسم خط کو دوسرے تمام لپیون سے برتر سمجھتے ھین[6] — یہ بات بھی قابل غور ھے کہ جنوبی ھند مین

[6] Prabuddha Nath Chatterjee, *National Script and Numerals*, Calcutta Review, December, 1954, pp. 212-219.

اس مضمون کا اقتباس ملاحظہ ھو۔

کہ ہر حرف انگریزی میں لکھے اور اردو کی نسبت سے بھی ہندی چھپائی میں

سنسکرت کے جو قدیم مخطوطے دستیاب ہوے ہین ان مین سے اکثر ناگری لپی مین نہین بلکہ تامل یا تلنگی لپیون مین ہین۔ حقیقت یہ ہے کہ جنوبی ہند مین ناگری لپی کبھی مقبول نہین ہوئی، اور ہندستان کے اس حصے کے باشندے سنسکرت زبان کی تعظیم و تکریم کرین، مگر ناگری رسم خط کو وہ قدر کی نگاہ سے نہین دیکھتے۔ بلا شبہ ہمارے دستور نے ناگری رسم خط کو ایک برتر موقف دیا ہے، لیکن ایسی کوئی تحریک اب تک نظر سے نہین گزری کہ ہندی کے علاوہ دوسری کسی زبان کے بولنے والے ناگری کو اپنی زبان کا رسم خط بنانے پر تلے ہوئے ہون۔

اب اس مسلئے کے ایک دوسرے پہلو کو لیجئے۔ اگر باوجود ان تمام خامیون کے ناگری لپی اختیار کرنے کی تجویز بار آور ہو گئی تو اس کا اندیشہ ہے کہ بہت جلد اردو زبان ہندی مین مدغم ہوجائیگی اور اس کا تفرد باقی نہ رہے گا۔ چند مہینے ہوے اترپردیش کے راجپال شری کنھیالال منشی نے اپنی ایک تقریر مین کہا تھا کہ اگر اردو والے دیوناگری کو اپنا رسم خط بنالین

"...What sanctity is there about Devanagari? Devanagari letters are formed at least a majority of them—in an angular shape which prevents or retards rapid writing...... Writing in Devanagari brings fatigue soon...than writing in some other alphabet, as for example, the Roman or Telugu......If the Telugu script can be further simplified as regards the shape and system of conjunct letters and by the abolition of ornamental flourishes constituting upward and downward strokes, probably it will be made nearly as suitable for mechanical processes as Roman......"

چٹرجی صاحب ۸ جون سنہ ۱۹۵۴ کے ایک خط مین فرماتے ہین کہ اول تو تلنگی لپی مین سنیکتا کشرون کی تعداد دیوناگری سے کم ہے، اور جو ہین وہ اس طرح ختم کئے جاسکتے ہین کہ ساکن حروف کے لئے بجائے نیم حرفی علامتون کے جزم ؕ کا استعمال کیا جائے؛ مثلاً "رتنا" کے لئے రత్నా کی بجائے రత్‌నా لکھا جائے۔

اور عربی فارسی لفظون کے بجائے سنسکرت شبدون کو اپنی زبان مین جگہ دین تو پھر اردو ہندی کا جھگڑا باقی نہین رہے گا۔ شری منشی نے ایک حقیقت کا اظہار کردیا۔ اردو اور ہندی کے درمیان جو فرق ہے وہ یہی ہے کہ اس کا رسم خط جدا گانہ ہے اور اس کی شیرینی اور سلاست ایک بڑی حد تک ان فارسی الفاظ مین مضمر ہے جو اس کا گویا مزاج بن گئے ہین۔ گو آج کل اتر پردیش اور مدھیہ پردیش میں جو ہندی بن رہی ہے اس کے لئے نت نئی صرف ونحو اور نت نئے قواعد بنائے جارہے ہین جن کی وجہ سے دونون زبانون کے درمیان جو خلیج تھی وہ چوڑی ہوتی جارہی ہے؛ لیکن اردو اور ہندی کا بنیادی ڈھانچا کم و بیش ایک سا ہے۔ شری منشی کی رائے پر عمل کیا گیا تو اردو زبان ہی ختم ہو جائے گی۔ بلا شبہ مرہٹی زبان ناگری لپی میں لکھی جاتی ہے اور اس مین بہت سے ناگری شبد رائج ہو گئے ہین لیکن اس کا ڈھانچا، اس کی صرف و نحو، اس کا مزاج ہندی سے مغائر ہے۔ یہان تو یہ عالم ہے کہ اردو لکھی ہوئی نہ ہو تو اسے ہندی کہا جاتا ہے اور سلیس ترین اردو فلمون کی زبان ہندی ہی بتائی جاتی ہے۔ اگر اردو کا رسم خط بدل کر ناگری لپی اختیار کرلی گئی تو اس زبان کا وجود ہی کیا باقی رہے گا۔ اس وقت اردو کے جو لفظ ہندی مین استعمال کئے جارہے ہین وہ صرف اس لئے کہ وہ زبان زد خاص و عام ہین، لیکن ان کو بھی نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے اور "اصل پرست"، تو یہ چاہتے ہین کہ آج ہی سے ہندی تقریر سے نہین تو ہندی تحریر سے یہ کالعدم کردیے جائین۔ دیوناگری لپی اختیار کی گئی تو یہ رجحان زیادہ زور پکڑ جاے گا۔ رہا ہمارے دستور کے آٹھوین شیڈیول میں اردو کے مقام کا مسئلہ تو اسے پارلیمنٹ کی دوتہائی

اکثریت نہایت آسانی سے تحلیل کرسکتی ھے ، اور جب اردو کسی مجوزہ ریاست کی زبان ھی تسلیم نہ کی جاے گی تو دیوناگری رسم خط اختیار کرنے کے بعد اس کا دستور سے اخراج شاید کسی کو محسوس بھی نہ ہو گا۔

مروجہ رسم خط

(الف) ,, فارسی طرز تحریر،،

اب مروجہ رسم خط کو لیجئے۔ اس سلسلے مین یہ بات ذہن سے نکال دینی چاہیے کہ اردو زبان ,, فارسی ،، رسم خط میں لکھی جاتی ھے۔ یہ بڑا مغالطہ ھے اور اس مغالطے مین خود اردو والے بھی پھنسے ہوے ھین۔ یہ ادعا نہ صرف غلط ھے بلکہ نقصان رسان بھی ھے۔ اس ایک لفظ نے اردو کو غیر ملکی زبان بنادیا ھے ، اس لئے کہ اردو کا رسم خط فارسی ہوا تو خواھی نخواھی اس کا ذہنی تباین دیوناگری سے کیا جاے گا جسے اکثر لوگ خالص ہندستانی لپی سمجھتے ھین۔ اردو اور ھندی کے درمیان جو افسوس ناک خلیج پیدا کردی گئی ھے وہ اس غلط اور نقصان رسان خیال سے اور بھی زیادہ وسیع ہو جاتی ھے۔ دس بارہ برس ہوئے الہ آباد یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے وھان کے مجلے میں ایک مضمون لکھا تھا جس مین یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تہی کہ اردو دراصل فارسی زبان ھی کی ایک شکل ھے ، اور اس مضمون مین خاص طور پر رسم خط سے استدلال کیا گیا تھا۔ بہرحال یہ بات واقعے کے بالکل خلاف ھے کہ اردو زبان ,, فارسی ،، رسم خط مین لکھی جاتی ھے (بلکہ جو رسم خط اردو مین رائج ھے وہ خالص اردو ھے اور اردو زبان کے لئے مختص ھے۔ بلا شبہ اس کی اصل نسخ ھے جسے ابن مقلہ نے سنہ ۳۲۲ھ

مین واضع کیا[۷] - یہ رسم خط ایران پہنچا تو اس مین خالص ایرانی آوازون کی علامات ، پ ، چ ، ژ ، گ ، کا اضافہ ہوا اور کشش مین تبدیلی ہو کر یہ پہلے "تعلیق"، اور پھر نستعلیق بن گیا[۸] - اسی طرح جب اردو اس لپی میں لکھی جانے لگی تو اس میں خالص ہندوستانی آوازون کے لئے ٹ ، ڈ ، ڑ ، کا اضافہ کیا گیا اور یہ اردو رسم خط کہلانے لگا - آج عرب اور ایرانی اپنی اپنی زبانون مین جس کشش کو استعمال کرتے ہین اس سے اردو کی کشش بالکل مغائر ہے - ایك اچھی لپی کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں لچك ہو اور بست و کشاد کی گنجائش ہو؛ نہ صرف یہ بلکہ وہ خود اس زبان کا رسم خط بن جائے جو اسے اختیار کرنا پسند کرے - عربی نسخ مین اس کی گنجائش تھی؛ کشش مین تھوڑے بہت فرق اور بعض حرفوں کے اضافے سے وہ ایران میں فارسی رسم خط ، ملایا مین ملائی ، مراکو مین مغربی اور ہندستان مین اردو رسم خط بن گیا ، اور جب اس رسم خط مین بنگالی اور تامل بھی لکھی جانے لگین تو اسے "بنگالی نسخ"، اور "عرب تامل"، خط کہنے لگے[۹] - حقیقت یہ ہے کہ اردو رسم خط کو فارسی کہنا نہ صرف حقیقت سے

---

۷ - عربی خط کے ارتقا کے لئے دیکھئے محمد سجاد مرزا کا معلومات آفرین رسالہ "اردو رسم خط" حیدرآباد دکن ۱۹۴۰ع ص ۸ .

۸ - دکن مین بہمنی دور کے آخر تك سرکاری کاغذات فارسی زبان اور خط نسخ مین لکھے جاتے تھے ؛ اس کا نمونہ Sherwani : Mahmud Gawan, the Great Bahmani Wazir کی ابتدا مین ملاحظہ کیا جائے - ہندستان مین نستعلیق کا رواج مشہور خطاط میر عماد کے بھانجے عبدالرشید دیلمی کے آنے تك نہین ہوا ؛ ان کے آنے کا زمانہ ۱۶۱۸ع ہی سمجھنا چاہیے .

۹ - بنگالی نسخ کے لئے دیکھئے رپورٹ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ، کلکتہ ، دسمبر سنہ ۱۹۳۹ ع - اس کانفرنس کے شعبۂ اردو کے پانچوین رزولیوشن مین بیان کیا گیا ہے کہ "ایك صدی پہلے" یعنی انیسوین صدی کی تیسری چوتھی دہائی تك بنگالی =

منه موڑنا ھے بلکه ایک اعتبار سے اردو کو دوسری ھندستانی زبانون کے معیار سے گرانا ھے۔

(ب) لیتھو۔

جیسا اوپر دکھایا گیا ھے، یه تو اردو کے لئے گویا سزائے موت کا پروانه ھوگا که ھم اس کے چھاپے مین برابر ادنی درجے کے لیتھو کے پیچھے پڑے رھین۔ یه تو بالکل ایسی بات ھوئی که جھان ھم ھوائی جھاز یا ریل مین جاسکتے ھون وھان بیل گاڑی پر جانے کو ترجیح دین۔ اگر ھم اردو زبان کی بقا چاھتے ھین تو ھمین لیتھو کو یک قلم ترک کرنا ھوگا اور اس کی جگه ٹائپ کو رواج دینا پڑے گا۔ اردو طباعت کا تو یه عالم ھے که ایک پھیکا زرد پتھر لے لیا، دستی چرخی خریدلی، چار مزدورون کو چرخی پھرانے پر رکھه لیا، ایک کاتب کو مقرر کرلیا، لیجئے لیتھو پریس تیار ھوگیا۔ کیا ایسے چھاپے سے ھماری زبان ترقی کرسکتی ھے؟ یه ایک بڑا مغالطه ھے که لیتھو چھاپے سے ٹائپ چھاپے مین زیاده خرچ پڑے گا۔ اول تو اگر اچھے کاپی نویس سے کاپی لکھائی جائے اور اسے اچھے کاغذ پر اھتمام سے چھپوایا جائے تو دونون قسم کی چھپائیون مین اتنا تفاوت نه ھوگا۔

=زبان نسخ مین لکھی جاتی تھی، اور اس مین حکومت بنگال سے درخواست کی گئی ھے که مروجه بنگاله رسم خط کے ساتھه ساتھه بنگالی زبان کو نسخ مین رواج دینے کی اجازت دے۔ اس کانفرنس مین بنگالی زبان کی بهت سی تحریرین اور کتابین پیش کی گئین جو خط نسخ مین لکھی ھوئی تھین۔ "عرب تامل" کے نمونے کے لئے ملاحظ ھو رساله "القرآن فی کل لسان" مرتبه اداره عالم گیر تحریک قرآن مجید، حیدرآباد دکن، ۱۳۶۴ھ۔ بنگالی نسخ اور عرب تامل دونون مین یه خصوصیت ھے که ان زبانون کے مخارج کو عربی حروف پر علامات لگاکر اپنایا گیا ھے۔

دوسرے چونکہ ٹائپ کی ایک داب مین ہزارون لاکھون فارم نکل سکتے ھین اسلئے اخبارون اور کتابون کی قیمت مین کافی کمی ہو جائے گی ۔ ہم دیکھتے ھین کہ انگریزی، گجراتی، مرھٹی، ھندی کے جو اخبار دو آنے میں خریدے جا سکتے ھین ان کا معیار اور حجم اسی قیمت کے اردو اخبارون سے دوگنا تگنا ہوتا ھے اور دیدہ زیبی اس کے علاوہ ھے ۔ حقیقت یہ ھے کہ آج کل اردو کے کسی اخبار کی اشاعت میں اضافہ اس کی مشکلات کو دوچند کر دیتا ھے اس لئے کہ جب ایک داب مین ۹۰۰ یا ۱۰۰۰ سے زیادہ فارم نہ نکل سکین تو یا تو اسے نہایت گران فوٹو آف سیٹ کے طریقے کو اختیار کرنا پڑے گا ورنہ چار چار پانچ پانچ کاپی نویسون کو مقرر کرنا پڑے گا ۔ اس سلسلے مین مناسب ھے کہ حیدر آباد کے ایک ممتاز اخبار ,, پیام ،، کے اڈیٹر جناب اختر حسن کی رائے نقل کی جائے جو انہون نے حیدر آباد مین ۲۶ ۔ فروری سنہ ۱۹۵۶ع کو ایک مکالمے کے سلسلے مین ظاہر کی ۔ انہون نے کہا کہ ,, آج کا اخبار پڑھنے والا تازہ ترین خبرین چاھتا ھے ۔ مگر خبرین رات کے تین یا ساڑھے تین بجے تک وصول ہوتی ھین ، اس کے بعد کتابت و طباعت کی منزلون تک باآسانی گزرنا اور علی الصباح اخبار کا لوگون کے مکانوں پر پہنچ جانا ایک دشوار گزار مرحلہ بن جاتا ھے ،، ظاہر ھے کہ ٹائپ مین چھپنے والے اخبارون کے لئے ایسی کوئی دشواری نہین [10] ۔

ایک اعتراض اردو ٹائپ پر یہ بھی کیا جاتا ھے کہ ھمیں اس کی چھپی ہوئی کتابین پڑھنے کی عادت نہین اس لئے اسے رائج کرنا مناسب نہ ہو گا ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ھے کہ آخر عربون ، ایرانیون ، سندھیون ، پختوؤن نے کبھی نہ کبھی

۱۰ ۔ ,, اردو زبان کے مسائل پر سمپوزیم ،، مجلہ عثمانیہ ، جلد ۲۸ شمارہ ۱ ، صفحہ ۱۳۴ .

لیتھو چھوڑ کر ٹائپ چھاپے کی عادت ڈالی ہو گی۔ ہماری زبان کونسی ایسی انوکھی زبان ھے کہ لکیر کی فقیر بنی رھے ، اور ہم جو گلا پھاڑ پھاڑ کر اردو کے تحفظ کے لئے چیخ پکار کرتے ھیں تو کیا ہم یہ بھی نہین کرسکتے کہ اس کی خاطر ہم دوسری زبانون کی سیدھ مین آجائین اور تنازع للبقا کے میدان مین تھوڑی سی قربانی دین۔ اگر یہ نہین تو تمام حجت اور جدو جہد بے کار ھے۔

(پ) نستعلیق ٹائپ۔

اب اس مسئلے پر غور کرنا ھے کہ اردو کے لئے کونسا ٹائپ اختیار کیا جائے۔ مروجہ رسم خط کے اعتبار سے دو طرح کے ٹائپ کا امکان ھے ، ایک نستعلیق ، دوسرے نسخ۔ گیارھوین صدی عیسوی میں میر علی تبریزی نے نسخ اور تعلیق کو ملا کر نستعلیق رسم خط ایجاد کیا لیکن یہ سترھوین صدی تک ھندستان مین رواج نہ پا سکا۔ یہ خط نسخ ھی کی ایک ارتقا شدہ شکل ھے اور اس مین عربون کی حرکیت اور ایران کی جمالیت دونون کو گویا سمویا گیا ھے۔ لیکن اس میں "حرفون کے جوڑ توڑ کی نزاکتین ، دامن اور دائرون کا دور ، کششون اور مدون کی سطح اور نوک پلک کی باریکیان اتنی ھیں کہ گھنٹون مین چند سطرین لکھی جاسکتی ھین "[11] اس مین جمالیاتی تصور اس قدر غالب ھے کہ افادی پہلو بالکل دب گیا ھے ، چنانچہ ہم دیکھتے ھین کہ خود ایرانیون نے آخر کار اس کی جمالیت کو نسخ کی افادیت پر قربان کردیا اور آج ایران مین کوئی کتاب نستعلیق ٹائپ مین نہین چھپتی۔

یہان ٹائپ چھاپے کی مختصر تاریخ بے سود نہ ہوگی۔ سانچون کے ذریعے

۱۱ - "اردو رسم خط" صفحہ ۱۰ تا ۱۲ ۔

سے طباعت مین اولیت کا سہرا چینیون کے سر ہے، اور حساب لگایا گیا ھے کہ اس طریقے سے سب سے پہلی کتاب سنہ ۸٦۸ع مین چھاپی گئی تھی - اسی طرح حرکت پذیر Movable ٹائپ چین مین ھی ایجاد ھوا اور گیارھوین صدی کی چوتھی دھائی میں ایک شخص پی شنگ نے اس ٹائپ مین پہلی کتاب شائع کی - مگر یہ ایجاد چین ھی تک محدود رھی اور یورپ مین اسے پندرھوین صدی کے وسط تک کام مین نہین لایا گیا - اس کے تین سو برس بعد تک ٹائپ کو ھاتھہ ھی سے کمپوز کیا جاتا تھا، لیکن سنہ ۱۸۲۲ع سے مشین کمپوزنگ شروع ھو گئی [۱۲] ھم دیکھتے ھین کہ باوجود عربی رسم خط کی پیچد گیون کے سولھوین صدی کے ابتدا ھی مین یورپ والون نے عربی کتابین ٹائپ مین چھاپنی شروع کردین اور اس صدی کے اواخر مین تو نسخ ٹائپ اس قدر ترقی کر گیا کہ بڑی بڑی ضخیم کتابین اس میں چھپنے لگین [۱۳]-

شاید یہ دیکھہ کر کہ اردو دان طبقہ نسخ ٹائپ کو پسند نہ کرے گا اور "الھلال" اور "ھمدرد" جیسے وقیع اور مقبول اخبارون کی نسخ طباعت کے غیر مقبول ھونے کا اندازہ کر کے سر اکبر حیدری نے، جو اس زمانے میں حیدرآباد کے وزیر فینانس تھے اور بعد مین چل کر ریاست کے صدر اعظم بنے،

۱۲ - ملاحظہ ھو Encyc. Brittanica جلد ۱۸، صفحہ ۴۹۴ وغیرہ ۔

۱۳ - کتب خانہ جامعہ عثمانیہ مین ایک کتاب "القانون فی الطب" مؤلفہ شیخ الرئیس ابن سینا ھے جو Typographia Medicaea, Roma میں ۱۵۹۳ع کی چھاپی گئی ھے - اس مین ٦۱۵ صفحے ھین - ٹائپ اتنا نفیس ھے کہ مختلف حرفون کے درمیان جو جوڑ ھین وہ مشکل سے نظر آتے ھین - اس پر "قیمت پانچ صد روپیہ عالمگیری" لکھا ھے جس سے معلوم ھوتا ھے کہ شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں ٹائپ سے چھپی ھوئی کتابین ھندوستان آنے لگی تھین ۔

ریاست کے سنٹرل پریس کو ھدایت کی کہ نستعلیق ٹائپ کا احیاء کرے اور اسے عصری ضروریات سے لیس کرے۔ اس بارے مین جو کوشش ہوئی اسے خود سررشتہ طباعت حیدر آباد کے ایک پمفلٹ سے نقل کرنا مناسب ہوگا:۔

"به تعمیل فرمان خسروی دار الطبع سرکار عالی مین عثمانیه ٹائپ فاونڈری قائم ہوئی۔ پہلے تو خط نستعلیق خود دوائر اور کششون کی نزاکت اور جوڑون کی بلندی و پستی کی دشواریون مین مبتلا ھے اس پر فن ٹائپ سازی اور قواعد نستعلیق کی پابندی یه دونون ایک دوسرے سے مغائر اشکال رکھتے هین ۰۰۰۰ قواعد نستعلیق کی پابندی کے ساتھ ھی کرسیون اور جوڑون مین اضافه ھوتا جائے گا جس کی وجه سے تعداد حروف اور شیش (سیسے) کے صرفه مین اضافه کے علاوہ ٹائپ کے جوڑ، نوک پلک بہت ھی نازک اور کمزور ھو جائین گے۔ اس طرح تو ٹائپ اپنے اصول کے تحت خط نستعلیق سے بہت دور ھٹ جائے گا یا قواعد نستعلیق کی پابندی اس کو ناقص، کمزور اور عملا دشوار بنا دے گی"۔

بہر حال ان "مغائر اشکال" کے باوجود سررشته طباعت کے کامل انہماک، غیر معمولی کوشش اور گورنمنٹ کے کثیر صرفے نے نستعلیق ٹائپ کی احیا کا سہرا حکومت سرکار عالی کے سر سنه ۱۹۳۰ع مین باندھا گیا[۱۴]۔

یه واقعے کے خلاف ھے که نستعلیق ٹائپ سنه ۱۹۳۰ع مین "ایجاد" ہوا، اس

۱۴ کتابچه موسومه "نمونه جات ٹائپ ایجاد کرده سررشته طباعت سرکار عالی" حیدر آباد دکن - صفحه ۵۔

لئے کہ انیسوین صدی کے اواخر ھی مین کلکتے مین اس کی کوشش کی جاچکی تھی کہ نستعلیق کے نوک پلک والے حروف کو سیسے کے سانچون میں مقید کیا جائے اور اس ٹائپ میں بعض بڑی بڑی کتابین چھاپی بھی گئی تھین [15]۔ تاھم حیدرآبادی ٹائپ تجربے کی حد سے آگے نھین بڑھا، اور خود جامعہ عثمانیہ کی سیکڑون مطبوعات مین سے ایک کتاب بھی نستعلیق ٹائپ مین نھین چھپ سکی، اور خود حیدرآباد سرکار کو بالآخر تجارتی نقطہ نظر سے اس کی ناکامی کا اظہار کرنا پڑا۔

نستعلیق ٹائپ مین سب سے بڑا نقص یہ ھے کہ بعض حرفون کے لئے سات سات آٹھ آٹھ اور پورے فرمے کے لئے سیکڑون ٹائپ روپون کی ضرورت ھوتی ھے چنانچہ حیدرآباد کے ۳۰ پوائنٹ نستعلیق کے لئے ۵۷۴ روپ، ۲۴ پوائنٹ کے لئے ۶۸۴ روپ اور ۱۸ پوائنٹ کے ۴۹۵ روپ درکار ھوتے ھین، اور ان مین اعراب اور اوقاف شامل نھین [16]۔ اس کے علاوہ چونکہ نستعلیق میں نوک پلک کا خاص لحاظ رکھنا پڑتا ھے اس لئے یہ حرف بہت جلد گھس جاتے ھین۔ پھر جن اصحاب کو نستعلیق ٹائپ مین چھپی ھوئی کسی کتاب کے دیکھنے کا موقع ملا ھوگا

۱۵ راقم الحروف کے پاس نستعلیق ٹائپ کے ابتدائی دور کی دو کتابیں ھین :—

۱ - "منتخب اللغات" عربی فارسی، جو ۷ x ۱۱ کی تقطیع کے ۸۸۱ صفحون پر فورٹ ولیم کالج پریس میں سنہ ۱۸۰۸ع میں چھپی۔

۲ - لغت "شمس البیان" از مرزا جان طپش، جو ۵ x ۸ کی تقطیع کے ۳۰۷ صفحون پر مطبع آفتاب عالم تاب، مرشد آباد، میں سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۸ع میں طبع ھوئی۔ حیدرآباد سرکار نے نستعلیق ٹائپ کی ناکامی کا اظہار جریدہ حکومت سرکارعالی مورخہ ۲۳ شہریور سنہ ۱۳۴۹ف جزو اول صفحہ ۱۲۶۹ میں کیا ھے۔

۱۶ - "نمونہ جات ٹائپ"، صفحہ ۱۸ -

The J & K University Library

وہ اس کا اندازہ کر سکین گے کہ اگر نستعلیق تحریر مین جمالیاتی معیار ملحوظ ھے تو نستعلیق ٹائپ اس معیار پر پورا نہین اترتا؛ اس لئے کہ ایك طرف تو اکثر حرفون کو اپنی اصلی حالت مین رکھنے کی کوشش کی جاتی ھے اور دوسری جانب ایسے الفاظ کی ھیئت بدلنی پڑتی ھے جو لیتھو میں اوپر سے نیچے لکھے جاتے ھین، جیسے مچھر، نخچیر، محمدؐ، وغیرہ - ان دونون اصولون کی آمیزش کی وجہ سے نستعلیق ٹائپ مین ایك طرح کا بھونڈا پن آجاتا ھے اور یہی سبب ھے کہ اردو کی جو تھوڑی بہت کتابین آج کل ٹائپ میں چھپ رھی ھین ان مین نسخ ٹائپ ھی کام مین لایا جاتا ھے -

(ت) نسخ ٹائپ -

نسخ ٹائپ کو اردو زبان مین رواج دینے کا سہرا سر سید احمد خان غفرلہٗ کے سر ھے - سر سید کے عقیدے محض نظریات پر مبنی نہین تھے بلکہ وہ ایك خالص عملی انسان تھے - انہوں نے ابتدا ھی سے بھانپ لیا تھا کہ اردو کی ترقی مین لیتھو ھر قدم پر مانع ھوگا، چنانچہ جب انھون نے اپنا پہلا اخبار موسومہ "اخبار سین ٹی فك سوسائٹی" ۳۰ مارچ سنہ ۱۸٦٦ع کو نکالنا شروع کیا تو اسے نسخ ٹائپ مین چھاپا، اور اس سوسائٹی کی طرف سے جو ترجمے شائع ھوے (جن مین شاید سب سے ضخیم ایل فنس ٹن کی تاریخ ھند کا ترجمہ ھے) ان میں سے اکثر ٹائپ ھی مین شائع ھوے [۱۷] - نسخ ٹائپ اس وقت تمام عرب ممالك، ایران، افغانستان،

۱۷ - "تاریخ ھندوستان"، مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ پریس؛ علی گڑھ، ۱۸٦۷ع - باریك کاغذ پر نسخ ٹائپ کا چھاپا، دو جلد ۱۳۰۴ صفحے، تقطیع $\frac{1}{4}$ ۹ x ٦ -

اور ملایا مین عربی ، فارسی ، پشتو ، ملائی اور خود هندستان مین سندهی کے لئے عام طور پر استعمال کیا جاتا هے ، اور یه دعوے سے کہا جاسکتا هے که ان زبانون کا کوئی اخبار یا کوئی رساله یا کوئی کتاب لیتهو مین نہین چھاپی جاتی[۱۸] ۔ اس کے ٹائپ روپون کی تعداد نستعلیق سے کم هوتی هے ، چنانچه جو ٹائپ حیدرآباد سنٹرل پریس نے تیار کیا اس کے ۱۰ پوائنٹ والے نسخ مین (علاوه اعراب و اوقاف کے) ۱۶۷ روپ ، ۱۲ پوائنٹ والے مین ۲۷۴ روپ ، ۱۶ پائنٹ والے مین ۳۴۶ روپ ، ۳۰ پوائنٹ والے مین ۴۰۰ روپ اور ۳۴ پوائنٹ والے مین ۳۰۶ روپ هوے هین[۱۹] ۔ غالبا اسی آسانی کی وجه سے خود ایران نے اپنے ایجاد کرده نستعلیق کو خیر باد کهه کر اپنی طباعت مین کلیة نسخ کو رائج کردیا هے ۔ اگر اردو میں اس ٹائپ کو کتابون اور اخبارون کے لئے استعمال کرنا شروع کردیا گیا تو همارے اخبار اور کتابین زیاده تعداد مین چھپ سکین گی اور ان کی کارکردگی میں اضافه هوگا ؛ ساتهه هی لا محاله ان کی قیمت مین بهی بالاخر کمی هو جاے گی ، اور هماری زبان مسابقت کے دنگل مین کسی دوسری زبان سے پیچھے نه رهے گی ۔

(ٹ) بعض دوسرے ٹائپ ۔

علاوه نستعلیق اور نسخ ٹائپ کے ، دکن مین دو تین نئے ٹائپ بھی ایجاد هوے جن میں یه کوشش کی گئی که ٹائپ روپون کی تعداد مین نسخ سے بھی زیاده کمی هو جاے ۔ دار الطبع حکومت حیدرآباد نے خط عثمانی ایجاد کیا جس مین ٹائپ

۱۸ - هندستان میں نہایت اعلے معیار کی عربی کتابین لیتهو مین چھپتی هین ، مگر عربی ممالک مین انکی مانگ صرف اس لئے نہین که ان کا چھاپا مصری یا بیروتی ٹائپ کے مقابلے مین نہایت گرا هوا هوتا هے ۔

۱۹ - نمونه جات ٹائپ صفحه ۱۸ ۔

روپ (علاوہ اعراب و اوقاف کے) صرف ۱۱۴ ھی رہ گئے۔ اس مین جو اصول مد نظر رکھا گیا وہ یہ کہ جہان تک ہو سکے حروف کی شکل لفظ کے ہر مقام پر ایک ھی رھے اور بے کار شوشے وغیرہ حذف کر دئے جائین۔ مثلاً ع ہر جگہ ایک ھی طرح لکھی جائے کہین ع نہ بنے، ہ لفظ کے درمیان مین ہو یا آخر مین اس کی شکل ایک ھی رھے، م کا کسی دوسرے حرف سے اتصال ہو تو اس حرف میں بے کار شوشہ نہ لگایا جائے ۲۰۔

سنہ ۱۹۴۰ع مین جناب سجاد مرزا نے، جو اس وقت عثمانیہ ٹریننگ کالج کے پرنسپل تھے، جناب شیخ احمد حسین شاہ آبادی کی مدد سے اور صرف کثیر کے بعد اردو کا ''بنیادی ٹائپ،، ایجاد کیا اور اس کا فرما ٹائمز آف انڈیا پریس فاونڈری بمبئی مین ڈھلوایا۔ اس ٹائپ کی خصوصیات یہ ھین کہ اس کے حرف مل کر بھی بڑی حد تک اپنی اصلی شکل پر قائم رھتے ھین اور اونچے نیچے نہین ہوتے بلکہ ان کی کرسی ایک ھی رھتی ھے۔ اس کے جوڑ ایک ھی کرسی پر ملتے ھین اور ہر حالت مین یکسان ہوتے ھین۔ اور سب سے بڑی بات یہ ھے کہ (علاوہ اعداد، اوقاف اور اعراب کے) اس کے فرمے مین صرف ۶۸ ٹائپ روپ ہوتے ھین۔ مثال کی طور پر پ کے لئے بجائے نسخ کے ۸ ٹائپ روپون کے صرف ایک (پ) ٹائپ روپ ھے، خواہ وہ لفظ کے ابتدا مین آئے یا وسط مین یا آخر مین، اور یہی کیفیت پ، ت، ٹ، ث، ف، ک، گ، اس کے علاوہ، س، ش ص، ض، ق، ل، و، ی کے دو دو ٹائپ روپ اور باقی ماندہ حروف

۲۰ - نمونہ جات، ٹائپ صفحہ ۱۳، ۱۴، ۱۶۔

کے تین تین ٹائپ روپ ہین ؛ صرف ن ہی ایسا حرف ہے جو بنیادی ٹائپ مین چار طرح چھاپا جاتا ہے [21] ۔

افسوس ہے کہ باوجود ان آسانیون کے نہ خط عثمانی مقبول ہوا نہ بنیادی ٹائپ ۔ یہ دونون ٹائپ زیادہ تر سرخیون یا دعوتی کارڈون کی چھپائی مین استعمال ہوئے ہین اور بس ۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ نسخ ٹائپ سے تو ایک بڑی حدتک نگاہ مانوس ہے مگر بنیادی ٹائپ مین جو تبدیلیان کی گئی ہین مثلاً **چھڈی** مین ڈ کا ی کے وسط مین ملنا (**چھڈی**) یا **قلـم** مین آدھے **ل** کا **م** کے نیچے جا کر ملنا **قلـم** یا "**تـم**" مین اسی طرح پوری **ت** کا **م** کے نیچے جا کر ملنا **تـم** اس سے آنکھون پر زور پڑتا ہے اس لئے کہ جس جگہ پہلا حرف ملتا ہے وہ دوسرے حرف کی مرکزی علامت نہین ہوتی بلکہ جوڑ کے بعد آنکھ کو اوپر اٹھانا پڑتا ہے ۔ یہ کیفیت **د ، ڈ ، ذ ، ر ، ڑ ، ز ، ط ، ظ ، ف ، لـ** ، م وغیرہ کی بھی ہے ۔ علاوہ ازین ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ ایک منحنی لکیر کے ذریعہ ملانے کے بجائے موٹی لکیر سے ملایا جاتا ہے جس کی وجہ سے نگاہ حرف کی بنیادی علامت پر نہین جمتی ۔

---

۲۱ - "اردو رسم خط" ، فاؤنٹ مقابل صفحہ ۲۴ ؛ مثالین مقابل صفحہ ۲۵ واضح ہو کہ بنیادی لپی مین ب ، پ ، ت ، اور اسی طرح کے دوسرے حرفون کے دو دو ٹکرے کردے گئے ہین ؛ جوڑون کے لئے صرف پہلا ٹکڑا استعمال ہوتا ہے ، اور جب حرف لفظ کے آخر مین آئے تو اس مین دوسرے ٹکرے کا اضافہ کردیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان حروف کے نقطے وسط مین نہین رکھے گئے ، بلکہ ہر حرف کے نصف اول کے اوپر یا نیچے رکھے گئے ہین ۔ مثال کے طور پر **بتاریخ ۸ رمضان المبارک ۷۶ ھ روز سہ شنبہ ۔**

بعض لوگون کا خیال ھے که بنیادی خط مین طویل تحریر پڑھنے سے سر مین درد ھوجاتا ھے ؛ ممکن ھے که یه محض ذھنی تحریک کا نتیجه ھو ، لیکن یه بھی امکان ھے که ھر حرف کے بعد اگلے حرف کی مرکزی علامت ڈھونڈنے کی وجه سے نگاہ پر زور پڑتا ھو اور اس کا اثر دماغ پر پڑتا ھو۔ بہرحال بنیادی رسم خط زیادہ مقبول نہین ھوا اور نه مقبول ھونے کی امید ھے۔

(ث) مروجه خط کی خوبیان اور خرابیان۔

اردو زبان کے مروجه اور غیر مروجه ٹائپ کی شکلون کے حسن و قبح پیش کردیے گئے ؛ اب یہان ایک دوسرے پہلو سے اردو رسم خط کے افادی پہلو پر غور کرنا باقی ھے۔ یه اوپر بیان کیا جاچکا ھے که گو ھماری زبان ھندستان کی ھر ریاست میں پھیلی ھوئی ھے ، اور بعض ریاستون کے تو بڑے بڑے شہرون اور رقبون کی اکثریتی زبان ھے ، تاھم سوائے کشمیر کے اسے کسی ریاست کی علاقائی زبان نہین قرار دیا گیا۔ ریاستی تنظیم کے بعد اقلیتی زبان والون کو اپنی مادری زبان مین صرف ابتدائی تعلیم کی ضمانت دی گئی ھے۔ ھمارے لئے تنازع للبقا دوسری زبانون سے زیادہ سخت ھے اس لئے که ملک بھر میں یه اکثریت کی زبان ھو یا نه ھو، اب تو ھر ریاست مین یه اقلیت کی زبان بن گئی ھے ، اور ان لوگون کو جن کی یه مادری زبان ھے آیندہ قدم قدم پر رکاوٹین ھی رکاوٹین نظر آتی ھین۔ محض اس لئے که ھمارے دستور کے آٹھوین شیڈیول مین اس کا ذکر ھے یا ھندستان کے نوٹون پر اس زبان مین بھی نوٹون کی قیمت چھپی ھوئی ھے ھمین کسی قسم کی خود فریبی کا شکار نہین ھونا چاھئے۔ وہ شخص یا جماعت ھرگز دور اندیش نہین سمجھی جاسکتی جو خود اپنے نقائص کو نه پہچانتی ھو اور

انہین دور کرنے کی کوشش نہ کرتی ہو ۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی زبان کے تفرد کو قائم رکھین مگر اس کے ساتھہ ہی ہمین یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ اس کی توسیع بلکہ اس کی بقا کے راستے مین کیا کیا مشکلات اور دقتین حائل ہین اور اس کے رسم خط مین ایسی کونسی خرابیان ہین جن کی وجہ سے دوسرون مین کیا خود ہمارے ہی بچون اور بڑون مین اسے اتنی آسانی سے رواج نہین دیا جاسکتا جیسے دوسری زبانون کو رواج دیا جاسکتا ہے ۔ محض اصطلاحات کو آسان کرنے یا زبان مین پہلے سے زیادہ لوچ پیدا کرنے یا حکمیاتی اور دوسری کتابین لکھوانے سے اس وقت تک کام نہین چلے گا جب تک اس کے مروجہ رسم خط پر غائر نظر نہ ڈالی جائے اور اسے حقیقی اعتبار سے "جنتا لپی" نہ بنادیا جائے ۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ جب تک کتابین ہاتھہ سے لکھی جاتی تھین اس وقت تک ہمارا نستعلیق ہی نہین بلکہ اس کی ایک اعتبار سے اصلاح شدہ صورت یعنی شکست کا بھی دوسرا کوئی خط مقابلہ نہین کرسکتا تھا، یہان تک کہ بعض خالص ہندی کتابین بھی اردو لپی ہی مین لکھی جاتی تھین ۔ [22] اردو لپی میں صرف ۳۶ حروف ہین جن مین سے تین حروف علت ہین اور باقی ۳۲ میں سے دس عربی مخارج ادا کرنے کے لئے ہیں، باقی ۱۹ حروف اور زبر، زیر، پیش سے تمام ہندی الفاظ لکھے جاسکتے ہین ۔ اس مین بھی شبہ نہین کہ اس رسم خط کو ایک نوع سے بین قومی مرتبہ حاصل ہے، اس لئے کہ مراکو سے ملایا تک یہ پھیلا ہوا ہے

۲۲ ۔ مثال کے لئے دیکھئے "اردو زبان اور اس کا رسم خط" مولفہ سید مسعود حسین رضوی ادیب، صفحہ ۴۰ ۔

اور

اور اسے کم و بیش بیس کروڑ افراد اپنی اپنی مادری زبانون کے لئیے استعمال کرتے هین ۔ لیکن جن لوگون کو اپنے بچون کو اس رسم خط کے ذریعه سے اردو سکھانے کا تھوڑا بهت تجربه ھے انهین اس بات کا اندازه هوگا که بچے کس دقت اور پریشانی سے یه ا ، ب ، ت ، سیکھتے هین ؛ اس کے برعکس انهین بچون کو جن کی مادری زبان اردو ھے انهین کو کس آسانی سے تلنگی جیسی غیر مانوس لپی لکھنی پڑھنی آجاتی ھے ۔ باوجود سنیکتا کشرون کے اس لپی مین وه پیچیدگی نهین جو اردو رسم خط مین ھے ، اور جهان بچے انگریزی اور تلنگی چند هی دن مین پڑھنے لکھنے لگتے هین وهان مروجه اردو رسم خط پر عبور هونے کے لئیے انهین هفتون بلکه مهینون درکار هوتے هین ۔ اس کے کئی اسباب هین ؛ اردو مین ایك هی لفظ چار چار پانچ پانچ طرح پڑھا جاسکتا ھے اور تا وقتیکه کوئی شخص کسی لفظ سے پهلے سے واقف نه هو اسے صحیح طور پر ادا کرنا مشکل هوتا ھے ۔ اعراب تو لگائے هی نهین جاتے اور لگائے بهی جائین تو معروف اور مجهول کی پهچان آسان نه هوگی ، اور بالکل صحیح تلفظ کا تو صرف اس وقت پته لگے گا جب اس لفظ کا پهلے سے علم هو ۔ یهی وجه ھے که نوآموزون کو اردو لکھنے اور پڑھنے کی حقیقی استعداد اس وقت تك نهیں هو سکتی جب تك ان کی لغت کافی ترقی نه کر جائے ۔ محض حرف شناسی سے کوئی بهی اردو لکهه پڑھ نهیں سکتا ۔

اس کے علاوه جیسا اوپر بهی اشاره کیا گیا ھے ، ایك ایك حرف کی دو دو تین تین شکلین هین ۔ ب ، پ ، ت ، ٹ ، ث ، کی تو آٹھ آٹھ شکلین ممکن هین اور ان میں سے بعض ایك دوسرے سے اتنی مغائر هین که ان میں سوائے نقطے کے کوئی تعلق نهین نظر آتا ۔ بعض حرف لفظ کی ابتدا مین آئین تو ایك طرح ، بیچ مین آئین

تو دوسری طرح ، آخر مین تیسری طرح ، اور غیر مدغم حالت مین چوتھی طرح لکھے جاتے ھین ۔ ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلین ہونے کی وجہ سے حروف کے کم وبیش چار سو مجموعے بن گئے ھین جن پر نوآموز کو عبور آسان نہین ہوتا ۔ ہمین یہ بھی یاد رکھنا چاھئے کہ چونکہ اردو رسم خط مین جو اعراب محذوف ہوتے ھین وہ زیادہ تر عربی ، فارسی اور ھندی الفاظ کو ادا کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے ، اس لئے اگر سائنس یا اعلی ادب کی کسی کتاب مین غیر مانوس اجنبی نام آئین تو انھین کسی اعتبار سے صحت کے ساتھ اردو رسم خط مین ادا نہین کیا جا سکتا اور اس کے سوا کوئی چارہ کار نہین ہوتا کہ ھم ایسے نامون کو رومن رسم خط مین لکھین ۔ ھمارا نستعلیق رسم خط ھی نہین بلکہ نسخ بھی اس سے عاری ھے کہ غیر ملک کے کسی شہرت یافتہ شخص کا نام پوری نہین تو تھوڑی بہت صحت کے ساتھ بھی ادا کرے ، اور ھم عربی یا فارسی زبان کی کوئی بھی معیاری کتاب اٹھا کر دیکھین تو اس مین یہ التزام دیکھین گے کہ جو بھی اجنبی اعلام آئین انھین خواہ نسخ مین لکھا جائے یا نہین ، رومن حروف مین ضرور لکھہ دیا جائے گا ۔

رومن حروف

یہی وہ دقتین ھین جن کے باعث بعض لوگون کا خیال ھے کہ تاوقتیکہ رومن حروف تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھ اردو مین رائج نہین کے جائین گے اردو کو وہ پھیلاؤ حاصل نہین ہوگا جو اس کے لئے ضروری ھے اور جس کی وہ مستحق ھے ۔ یون تو یہ تحریک تقریبا ڈیڑھ صدی سے برابر جاری ھے اور اس مدت مین اردو کو رومن قالب مین ڈالنے کی بہت سی کوششین کی گئی ھین ۔ اخبار ،

رسالے، کتابین اس رسم خط مین چھپی ھین، آزادی سے پہلے ھی نہین بلکہ آزادی کے بعد بھی اردو فوجیون کو جو لازمی مضمون کی طور پر سکھائی جاتی تھی وہ اسی رسم خط مین سکھائی جاتی تھی[۲۳]۔ خود قاضی عبد الغفار صاحب مرحوم سکرٹری انجمن ترقی اردو (ھند) یہ چاھتے تھے کہ موجودہ اردو رسم خط کے ساتھ ساتھ رومن رسم خط کو بھی آھستہ آھستہ رواج دیا جائے۔ یہی محرکات تھے جن کی وجہ سے سنہ ۱۹۵۰ع مین انجمن ترقی اردو (حیدر آباد) نے ایک کمیٹی اس غرض سے بنائی کہ رومن لپی مین اِدھر اُدھر ترمیم کرے اور اردو تلفظ کے لئے صحیح علامات کی ایک اسکیم مرتب کرے۔ جو اسکیم آخر کار مرتب ھوئی اس کی تمہید مین جناب حبیب الرحمن معتمد انجمن لکھتے ھین:۔

"اردو زبان کا اصلی اور مستقل رسم خط تو وھی ھے اور رھے گا جو ابتدا سے چلا آرھا ھے، لیکن ساتھ ھی یہ واقعہ بھی ھے کہ دیس کے اندر ایک بڑی تعداد ان لوگون کی ھے جو دلچسپی کے باوجود اجنبی رسم خط کے باعث اردو سے ناواقف رھے ھین۔ اگر ھم اپنی زبان ان تک پہنچانا چاھین تو اس اردو رسم خط کے ذریعہ نہین پہنچا سکتے۔ ان لوگون کے لئے رومن لکھاوٹ زیادہ موزون اور سہل ثابت ھوگی .... آبادی کے ایسے تمام طبقون مین اردو زبان اور لٹریچر کو مقبول بنانے کے لئے رومن لکھاوٹ کا استعمال

۲۳- دیکھئے

C. L. Vasudeva, Alphabetical Charts for Army Instructors 1949.

C. L. Vasudeva, Hindustani for Indian Army Recruits Test, Book. I-

یہ دونون کتابین ۱۹۴۹ء مین چھپی ھین اور جنرل کاریاپا کے نام پر معنون ھین۔

ناگزیر ہے ۔ مزید بران جو غیر ملکی اشخاص ہندوستان کی عام بول چال کی زبان یعنی اردو سیکھنا چاہین ان کے لئے بھی آسانی اس مین ہے کہ انہین رومن حرفون میں یہ زبان سکھائی جائے کیونکہ وہ پہلے سے ان حرفون کو جانتے ہین اور نئے حروف سیکھے بغیر اپنی ساری توجہ صرف یہ زبان سیکھنے پر صرف کرسکتے ہین ۔ بہر حال خاص خاص اغراض کے لئے رومن رسم خط کو اپنانے مین نہ صرف یہ کہ کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ وہ اردو زبان کو پھیلانے کے طریقون مین سے ایک اہم طریقہ ہے ۔،،[۲۴]

اس اقتباس سے دو باتین ظاہر ہوتی ہین ۔ ایک تو یہ ہے کہ گو موجودہ رسم خط کو انجمن ترقی اردو حیدرآباد کی تائید حاصل ہے تاہم وہ اس رسم خط کو دقت طلب تصور کرتی ہے اور اس کے مقابل رومن رسم خط کو نسبتاً آسان سمجھتی ہے ۔ دوسرے اس کی دانست مین اردو زبان کے توسیع کے اغراض کے لئے یہ ضروری ہے کہ اردو مخارج اور اس کی ہیئت کو مد نظر رکھ کر رومن اردو رسم خط ترتیب دیا جائے تاکہ « اردو زبان کی جتنی کتابین رومن حروف مین شائع ہون وہ اس معیاری رسم خط کے مطابق شائع ہونے لگین »[۲۵]

یہان ظاہر کرنا ضروری ہے کہ جو رسم خط دنیا کی کم وبیش ساٹھ زبانون نے اپنا لیا ہے اور جس کے ذریعہ سے ان تمام زبانون کے مخارج صحت کے ساتھ

---

۲۴ ۔ ،، اردو کے لئے رومن رسم خط ،، ، شائع کردہ انجمن ترقی اردو حیدر آباد ، ۱۹۵۰ء صفحہ ۱ و ۲ ۔

۲۵ ۔ ایضا صفحہ ۴ ۔

ادا ہوجاتے ہین وہ قدیم لاتینی رسم خط نہین بلکہ اس کی ایک ارتقا شدہ شکل ہے۔ پندرھوین صدی تک قدیم لاتینی رسم خط مین بہت کچھ تبدیلی ہوگئی تھی ؛ اس مین نقطون کا اضافہ ہو گیا تھا ، اوقاف قرات بھی ایک حد معین ہوچکے تھے ، لیکن اس نے جو شکل اختیار کرلی تھی وہ « قوطی » رسم خط تھا جو اردو نستعلیق کی طرح نوک پلک کی بہتات کے باعث نہایت پیچیدہ بن گیا تھا ۔ جب یورپ مین چھاپے کا رواج ہوا تو یہ ناممکن ہو گیا کہ اس کی اعلی صنعت کاری کو لوہے یا سیسے کی حرکت پذیر حروف مین مقید کیا جا سکے ۔ یہی وہ مجبوری تھی جس کی وجہ سے دو طرح کے سادہ حروف کی ایجاد ہوئی ایک کھڑے حروف جنھین "رومن" کہنے لگے اور دوسرے ترچھے حروف جنھین "اٹالک" یا اطالوی کا نام دیا گیا ۔ ان حروف کے اختراع کا سہرا اٹلی کے ایک باشندے کے سر ہے جس کا نام نکولونکولی تھا دنیا کی ان زبانون کو جنھون نے اس کے ایجاد کردہ سیدھے سادھے رومن حروف کو نکالا ہے اس کا ہمیشہ مرھون منت رہنا چاھئے اس لئے کہ اگر نوک پلک والے قوطی حروف قائم رہتے تو طباعت کو بہت کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ، جس سے شاید ان زبانون کی ترقی رُک جاتی ۔[۲۶]

---

۲۶ - "قوطی" یا Gothic حروف وھی ھین جن میں انگریزی زبان کے اکثر اخبارون کے نام پہلے صفحے پر چھپتے ھین - نکولونکولی کی اختراع کے لئے دیکھئے Encyclopaedia Brittanica جلد ۱۸ صفحہ ۵۰۸ - نئے چین مین یہ تحریک بڑے زور سے پھیل رھی ھے کہ چینی زبان کے لئے رومن خط کا استعمال شروع کیا جائے دیکھئے لندن ٹائمز کا مضمون Simon, New Official Chinese Latin Script لندن سنہ ۱۹۴۲ء نیز دیکھئے Chinese Language in Latin Script جسے اسٹیٹسمین ، نئی دھلی نے ٦ مئی سنہ ۱۹۵٦ کو نقل کیا ھے -

ہمین یاد رکھنا چاہئے کہ جو لوگ رومن حروف کو اردو میں رواج دینے کے حامی ہیں انہین انگریزی مخارج سے کوئی سروکار نہین ۔ رومن رسم خط مین یہ لچک پائی جاتی ہے کہ جو قوم اسے اختیار کرتی ہے وہ اس کا بن جاتا ہے ۔ فرانس میں فرانسیسی ، انگلستان میں انگریزی ، ویلز میں ویلزی ، جرمن میں جرمنی ، اٹلی میں اطالوی کہلایا جاتا ہے ، اورجب وہ ہنگری ، ترکی اور انڈونیشیا پہنچتا ہے تو اس میں چند شوشون اوراشارون کی مدد سے ان ملکون کی خالص غیر یوروپی زبانون کے مخرجون اور آوازون کو ظاہر کرنے کی بھی پوری صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے یہ استدلال سراسر غلط ہے کہ اردو مین رومن حروف رائج کئے جائین تو لامحالہ انگریزی تلفظ کا اتباع کرنا پڑے گا ؛ اس لئے کہ ساٹھ ستھ باستھ قومون نے رومن رسم خط اختیار کیا ہے لیکن انگریزی کے علاوہ کسی دوسری زبان مین ایسا نہین ہے کہ Put کا u تو پیش کی آواز دے اور But کا u زبر کی آواز دے ۔ انگریزی مین د اور ت کے مخارج کا پتہ نہیں اور d اور t اس زبان میں ڈ اور ٹ کو ظاہر کرتی ہیں ، مگر اٹلی ، اسپین اور پرتگال مین یہ خالص د اور ت بن جاتی ہیں ۔ اسی طرح ch کا تلفظ انگریزی مین چ کا ہے تو یہ فرانسیسی میں ش، جرمن اوراسکاچ میں خ ، اطالوی میں ك ، ہوجاتا ہے ؛ اور یہی وہ بست وکشاد ہے جس کی وجہ سے یہ لپی ہرزبان میں اورہرزبان اس لپی میں گویا کھپ جاتی ہے ۔ یہ بالکل ایساھی ہے کہ ج کی آوز حجاز میں ج کی اور مصر مین گ کی ہو جاتی ہے ، اور گو موجودہ عربی زبان کا مخرج اور منبع حجاز ہے تاہم اس ملک کے باشندے ث کا تلفظ ت اور ق کا تلفظ گ کرتے ہیں ۔ ہنگریون ، ترکوں اور انڈونیشیوں نے جن رومن حروف کو اختیار کیا تو انھوں نے بعض حروف میں

چند علامتون کا اضافه کر کے انهیں اپنی اپنی زبان کے آوازوں کے لئے مقرر کرلیا۔ مثلا ترکون نے ج کے لئے c اور چ کے لئے ç رکھے، s س هی رهنے دیا، ش کے لئے اس کے نیچے ایک شوشا لگا کر اسے ş کردیا۔ اسی طرح g کو گ اور ğ کو غ کے لئے قرار دیا گیا۔ یه استدلال صحیح نهین که رومن رسم خط اختیار کرنے سے هماری زبان کے لب و لهجے مین فرق آجائے گا اس لئے که حروف اصولا اصوات کے تابع هوتے هین نه که اصوات حروف کے۔ هم اردو مین ص یا ط لکھتے هین تو اس کا تلفظ عربون کی طرح پر کرکے نهین کرتے اور جب "ما" کا لفظ لکھتے هیں تو اس کا تلفظ ایرانیون کی طرح "مو" نهین کرتے۔ رومن حرف اردو مین رائج کئے جائین گے تو اس کی علامتیں خواه حروف صحیح هوں یا حروف علت، وه همارے تلفظ کو ادا کرین گے نه که انگریزی یا فرانسیسی تلفظ کو۔ رومن رسم خط اختیار کرنے سے نه ترکی زبان بگڑی نه ترکی مخارج نه ترکی لهجه، گو یه ضرور هے که چھاپے مین بجائے ۶۷۱ ٹائپ روپ کے صرف ۳۴ بڑے اور اتنے هی چھوٹے حرف کے روپ ره گئے اور اعداد واوقاف ملا لئے جائین تو ترکی پریس کو صرف ۱۰۰ شکلون سے واسطه ره جائیگا۔[۲۷] اگر ترک بڑے حروف هی ختم کردیتے (جیسا خود انگریزی کے ترقی پسند شعرا نے شروع کردیا هے) تو ٹائپ روپون کی تعداد اور غلطیون کے امکانات اور بھی کم هو جاتے۔ جهان تک تحریر کا تعلق هے اس مین اتنی آسانی اور

۲۷ - اس عظیم الشان تبدیلی کا نمونه ترکی کتاب Tarih, IV مطبوعه Devlet Matbaasi استنبول، ۱۹۳۴ع صفحه ۲۶۰ و ۲۶۱ پر نظر آئے گا، جهان دونون طرح فاونٹ ایک دوسرے کے مقابل دکھائے گئے هین۔

رسم خط کی تبدیلی کی بنا پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ھے کہ ھزارھا کتابین جواب تک لکھی جاچکی ھیں وہ بیکار اور رفتہ رفتہ مفقود ھو جائین گی - پھر اردو رسم خط کے کل کتابی ذخیرے کو اردو میں منتقل کرنا محال ھے - [29] اس اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ھے کہ کم سے کم فی الحال تو رومن رسم خط کو صرف سائنسی اور بلند پایہ چیدہ ادبی کتابون کے لئے استعمال کرنے کی تجویز ھے ؛ ''کل کتابی ذخیرے'' کو کسی دوسرے رسم خط مین منتقل کرنے کا سوال کہاں پیدا ھوتا ھے - ''کل کتابی ذخیرے'' مین تو رطب و یابس ، اچھی بری سب ھی کتابیں آجائین گی ، اور بعض ایسی بھی ھون گی جو نہ لکھی جاتیں تو اچھا ھوتا - جو تحریک ھے وہ صرف اس قدر ھے کہ رومن کو بعض خاص اغراض کے لئے اردو کا رسم خط قرار دیا جائے نہ یہ کہ موجودہ رسم خط کا بالکلیہ خاتمہ کردیا جائے - یہان ایک چشم دید واقعے کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ھوگا - اکثر اصحاب کو اس کا علم ھے کہ ترکی مین نسخ رسم خط کو سنہ ۱۹۳۴ع میں حکماً ختم کر دیا گیا اور چند ھی سال کے بعد اسے حرف غلط کی طرح نابود کر دیا گیا ، بلکہ اس خوف سے کہ کہین نسخ دوبارہ عود نہ کرآئے خود عربی زبان کو بھی مدرسون سے نکال دیا گیا - نسخ کی جگہ ''ینی ترکچہ'' یعنی نئے ترکی خط کو جو رومن پر مبنی تھا حکماً رائج کردیا گیا - جولائی سنہ ۱۹۳۸ع مین راقم الحروف تین

= بھی عربی حروف ھین ان مین سے ھر ایک کے لئے جدا گانہ علامت ھو تا کہ قرأت میں کسی طرح کی غلطی کا امکان نہ ھو'' ینی ترکچہ'' یعنی نئے ترکی رسم خط کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب ''یورپ جنگ سے پہلے'' باب ۳ (الف) صفحہ ۴۱ تا ۴۸ -

۲۹ - مسعود حسین رضوی ادیب ؛ ''اردو زبان اور اس کا رسم خط'' ، صفحہ ۶۳ -

هفته کے لئے استنبول گیا ہوا تھا اور وہان کے یونیورسٹی کتاب خانے کو ہر روز مطالعے کے لئے جاتا تھا؛ یونیورسٹی کی تعطیلیں تھین اور خیال تھا کہ مطالعہ خانہ مین زیادہ بھیڑ نہ ہو گی۔ پہلے دن کتب خانہ کھلنے سے پانچ منٹ بعد پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ ایک ایک کرسی بھری ہوئی ہے اور نوعمر ترك اور ترکنین نسخ مین لکھی ہوئی کتابون پر اپنی آنکھین جمائے بیٹھی ہیں اور ان کتابون کو "نئے ترکی حروف" مین منتقل کر رہی ہین۔ پہلے دن مجھے بے نیل و مرام اپنے ہوٹل واپس آنا پڑا اور دوسرے دن کتب خانہ دار صاحب کی ہدایت کے بموجب وقت سے پانچ منٹ پہلے ہی پہنچ گیا تاکہ کوئی ایك کرسی گھیر لوں۔ یہ کیفیت میں نے استنبول کے اکثر بڑے بڑے کتب خانون مین دیکھی۔ پھر اہم ترکی کتابون پر کیا موقوف، ایسی غیر زبانوں کی کتابوں کو بھی، جیسے مثنوی مولانا روم ہے، رومن حروف مین منتقل کردیا گیا ہے اور نہایت دیدہ زیب طور پر چھپوادیا گیا ہے۔ عربی زبان کے مخارج اور اصوات کے اظہار کے لئے نئی علامتین اور شوشے اختراع کئے گئے ہین اور پورا عربی قرآن مجید نئے رسم خط مین چھپوایا گیا ہے تاکہ ترکون کو عربی رسم خط نہ جاننے سے کسی قسم کی ذہنی تکلیف نہ ہو۔ اب بیس بائیس برس کے بعد جب رومن حروف کا ترکی زبان مین پوری طور پر امتزاج ہو گیا اور قوم کو اپنی زبان کی حد تك عربی زبان کے احیاء کا خوف نہین رہا تو مدارس مین عربی زبان کی تعلیم پھر شروع کردی گئی ہے۔

اردو کو رومن حروف کے سانچے مین ڈھالنے کے لئے متعدد اسکیمیں بنائی گئین۔ شاید سب سے مکمل اور ساین ٹی فك وہ اسکیم ہے جس پر لندن کی رایل اپشیاٹك سوسائٹی عمل کرتی ہے اور جو عربی، فارسی، قدیم ترکی، اردو، پشتو،

سندھی، ملائی اور دوسری ایشیائی زبانون پر حاوی ھے۔ مگر یہ اسکیم بہت پیچیدہ ھے ڈاکٹر مسعود حسین خان نے، جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر ھین اپنے کتابچہ Phonetic and Phonological of words in Urdu مین ایک حدتک اس اسکیم پر عمل کیا ھے[۳۰] ھمین تو صرف اردو کے لئے آسان سے آسان حروف اختراع کرنے پڑین گے اس لئے کہ موجودہ پیچیدگی کے بدل کے طور پر ایک دوسرا پیچیدہ خط اختیار کرنا کچھ بے معنی سا ھو جاتا ھے۔ ترکون نے سمجھ کر نکال دیا جن سے ترکی کے کسی مخرج کی ادائیگی نہیں ھوتی۔ جیسے ایسے حرفون کو بے ضرورت X، Y، Z، اور چ، غ وغیرہ کے لئے حروف علت پر چند علامتون کا اضافہ کردیا ھمیں۔ اپنے مخارج کے اعتبار سے ایسا ھی کرنا پڑے گا۔ خود انجمن ترقی اردو (حیدرآباد) نے سنہ ۱۹۵۰ع مین جو اسکیم مرتب کی تھی اس مین اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ رومن اردو مین حروف کی شکلین کم سے کم ھون اور جہان تک ھو سکے کسی ایک مخرج کے لئے دو حرف استعمال نہ کئے جائین، چنانچہ ش کے لئے $\check{s}$، غ کے لئے $\check{g}$، ژ کے لئے $\check{z}$، ٹ کے لئے $\check{c}$، خ کے لئے x کی سفارش کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس مین اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ ھمین مکمل اوقاف قرأت وضع کرنے چاھین اور ان کی سختی سے پابندی کرنی چاھئے، ورنہ عبارت کا مطلب بعض مرتبہ خبط ھو جاتا ھے۔ انجمن کو اس بات کا احساس تھا کہ یہ اسکیم حرف آخر نہین ھو سکتی

۳۰ - یہ کتابچہ ستمبر ۱۹۵۴ع مین علی گڈھ مین طبع ھوا ھے - اس مین منجملہ دوسری علامات کے زبر کے لئے اٹی e (ə) نون غنہ کے لئے محض (۸)، پیش کے لئے w، متحرک و کے لئے v اور ایسے ھی دوسرے تصرفات کی وجہ سے کافی پیچیدگی پیدا ھو گئی ھے -

اور اس نے ارباب اردو اور بعض ادارون سے اس کی بابت رائے طلب کی تھی ؛ اس کے بعد نہین معلوم که اس اسکیم کا کیا حشر ہوا اور کس کس مقام سے کتنی رائین آئین ۔

سفارشون کا لب لباب

اس مضمون مین جو سفارشین کی گئی ہین ان کا لب لباب یه ہے :۔

(۱) اردو زبان کی بقا کے لئے یه لازم ہے که لیتھو کو فورا خیرباد کہا جائے اور اخبار ہون یا کتابیں ، کسی کو لیتھو مین طبع نه کیا جائے ۔

(۲) اردو کے لئے دیوناگری لپی استعمال نه کی جانے ۔

(۳) چھپوائی کے لئے نستعلیق نہایت پیچیدہ ثابت ہوگا اوو ٹائپ روپون کی تعداد کی وجه سے اس مین بڑی دقت پیش آئے گی ، اس لئے اس کا خیال چھوڑ دیا جائے ۔

(۴) نسخ ٹائپ جو مرا کو سے ملایا تک پھیلا ہوا ہے اور جس میں ہمارے ذیلی براعظم مین سندھی اور پشتو کی کتابین، اخبار اور رسالے چھپے ہین اسے اردو کے لئے فوراً رواج دیا جائے ۔

(۵) سائنس اور اعلی ادب کی کتابون کی طباعت اصلاح شدہ اردو خط مین کی جائے اور اس کے لئے ایک متفقه اسکیم مرتب کی جائے جسے کل ہند اساس پر ماہرون کی ایک کمیٹی تیار کرے ۔ نیز اردو کو بیرون ہند اور خود ہندستان کی مختلف ریاستون کے باشندون کو روشناس کرانے کے لئے اردو ادب کی چیدہ چیدہ کتابین اس اصلاح شدہ رومن اردو لپی مین منتقل کرکے طبع کرائی جائین ۔

باب - ۲

رومن لپی

—— : o : ——

(اس رسالے کے پہلے باب مین ہم نے اردو زبان کے لئے رومن لپی کو جزوی طور پر اختیار کرنے کے مسئلے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس باب مین یہ دکھانے کی کوشش کی جائے گی کہ کوئی رسم خط کسی زبان سے وابستہ نہین ہوتا، اور یہ ممکن ہے کہ صدیان گذرنے پر بھی زبان کا ڈھانچا ایک سا رہے مگر رسم خط مین ایک بار نہین بلکہ کئی مرتبہ تبدیلی ہو جائے۔ نیز رومن لپی کی خصوصیات اور پھیلاؤ پر بھی غور کیا جائیگا)

جب سے ہمارا ملک انگریزی زبان سے دوچار ہوا ھے اس وقت سے اردو زبان کے لئے رومن رسم خط اختیار کرنے کا مسئلہ اس زبان کے بولنے والون کے پیش نظر رہا ھے اور ہندستان وانگلستان کے باھمی تعلق کے گویا ابتدائی زمانے ھی سے اس کی ضرورت محسوس ہونے لگی ھے کہ پرانے اردو رسم خط کے ہوتے ہوئے اس زبان کو رومن حرفون کے سانچے مین بھی ڈھالا جائے تاکہ وہ غیر قومیں ھی نہین جو باھر سے ہندستان مین آئی ھین، بلکہ خود وہ ہندستانی بھی جن کی مادری زبانون کی لپیان اردو رسم خط سے مختلف ھین، ھماری زبان کو نسبۃً آسانی سے پڑھ لکھ سکین۔ اس سلسلے مین سب سے پہلے رومن حرفون کی ماھیت اور اس کے پھیلاؤ کے اسباب پر غور کرنا ضروری ھے؛ اس کے بعد ھی یہ سوچا جاسکتا ھے کہ اردو کو رومن مین لکھنے کی تحریک کہان تک کامیاب ہوسکتی ھے، اس کے عام طور پر اختیار کرنے مین کیا کیا رکاوٹین ھین اور آیندہ اس بارے مین کیا طرز عمل اختیار کرنا مناسب ہوگا۔

رسم خط کے اسلوب مین تبدیلیان

ہر شخص کو اس کا علم ہوگا کہ کوئی خاص رسم خط کسی زبان کے ساتھہ وابستہ نہین ہوتا، اور آج کل تو یہ خیال عام ہوتا جارہا ہے کہ وسط ایشیا سے لے کر مغربی ملکون تک جتنے بھی رسم خط ہین وہ سب ایک ہی اصل سے نکلے ہین۔[1] یہی نہین بلکہ ایک ہی رسم خط کی شکل وصورت امتداد زمانے سے ایسی بدل جاتی ہے کہ اگر کسی شخص کو اس زبان کے قدیم رسم خط سے واقفیت نہین تو وہ اس زبان کا کتنا ہی ماہر کیون نہ ہو یہ پرانی تحریر نہین پڑھ سکتا۔ مثلا عربی ہی کو لیجئے۔ عربی زبان کم از کم ادبی عربی مین پچھلے تیرہ چودہ سو سال سے کوئی بدیہی فرق نہین ہوا، اور آج بھی وہی عربی لکھی پڑھی جاتی ہے جس کا معیار آج سے تقریبا چودہ سو برس پہلے خدا کے کلام کے ذریعہ قائم ہوا تھا۔ لیکن عربی زبان کے علما کے ان مراسلون کا پڑھنا جو رسول اکرم صلعم نے نجاشی والی حبش یامقوقس والی مصر کے نام ارسال فرمائے، اس وقت تک ناممکن ہے جب تک وہ اس زمانے کی تحریر کے اسلوب سے واقف نہ ہوجائین۔ اسی طرح زنجبار کی بعض مسجدون اور اسپین کی بعض عمارتون پر یہی عربی زبان کوفی رسم خط مین لکھی ملے گی اور بغیر اس اسلوب سے پوری واقفیت کے انہین پڑھنا تقریبا ناممکن ہے۔[2] چند سال پہلے حیدرآباد کے دفتر دیوانی، ملکی ومال

---

۱ ۔ اس کے لئے دیکھئے منجملہ دوسری کتابوں کے Bodmar, The Loom of Language باب ۲ ۔

۲ ۔ رسول اکرم صلعم نے جو مراسلہ مقوقس کے نام بھیجا اس کا چربہ سجاد مرزا صاحب کی کتاب " اردو رسم خط " کے صفحہ ۶ کے مقابل درج ہے ۔ کوفی خط کے متعلق دیکھئے Encyclopaedia of Islam جلد ۱، صفحہ ۳۸۴ ۔ ۳۸۵ ۔

کی

کی طرف سے شاہ جہان بادشاہ کے زمانے کے بعض کاغذات کے چربے اوران پر یاد داشتین ایک ضخیم کتاب کی شکل مین شائع ہوئی تھین جنھین ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب نے نہایت محنت اور جاں فشانی سے تیار کیا تھا ۳۔ اس کتاب مین جن تحریرون کے چربے شامل ھین وہ زیادہ سے زیادہ تین ساڑھے تین سو برس پرانے ھین؛ لیکن جن اصحاب نے اس کتاب پر نظر ڈالی ہو گی یا دفتر دیوانی مین اصلی تحریرین دیکھی ہوں گی انہیں یقینا محسوس ہوا ہوگا کہ آج کل کی فارسی املا اور اس زمانے کی فارسی لکھاوٹ میں زمین آسمان کا فرق ھے۔ خود انگریزی کو لیجئے جس سے آج کل کے زمانے مین ہر پڑھا لکھا تھوڑا بہت واقف ھے۔ جن اصحاب نے آج سے چار پانچ سو برس پہلے کے ان مراسلوں اور دستاویزون کو دیکھا ھے جو برٹش میوزیم اور لندن کے امپریل ریکارڈ آفس میں رکھے ھین وہ اس کی داد دین گے کہ اس چار پانچ سو برس میں انگریزی لکھاوٹ کا طرز بالکل بدل گیا ھے۔ ان سے اور اسی قسم کی دوسری مثالون سے ظاھر ہوتا ھے کہ اگر بالفرض کسی زبان کا رسم خط اصلاً نہین بدلا تو بھی کسی ایک عہد کے رسم خط کے اسلوب مین امتداد زمانہ سے اتنا عظیم فرق ہو جاتا ھے کہ اس کے پڑھنے کے لئے خود اھل زبان کو اس کے حروف ھجا کا کسی مبتدی کی طرح مطالعہ کرنا پڑے گا۔

لہجے مین اتار چڑھاؤ

ایک دوسری بات یاد رکھنے کے قابل یہ ھے کہ کسی زبان کو ہو بہو صرف حرفون کے سانچے مین نہیں ڈھالا جاسکتا۔ اصل مین ہم جب بات کرتے ہین تو الگ الگ حرف یا لفظ ادا نہین کرتے بلکہ ایک ایک ساتھ فقرے ادا کرتے ھین،

۳ - Selected Documents of Shahjahan's Reign حیدر آباد، سنہ ۱۹۵۰ع

اور مشکل سے کوئی ایسی زبان ہوگی جس کے بولنے مین اتار چڑھاؤ نہ ہوتا ہو۔ بعض زبانین تو ایسی مین جن مین جب تک لفظ کے ایک حصے پر زور نہ ڈالا جائے اس وقت تک اہل زبان کی بھی سمجھہ مین نہین آسکتا کہ بات کرنے والے کا مقصد کیا ھے۔ مجھے یاد ھے کہ ایک دفعہ میری موجودگی مین ایک صاحب، جن کی مادری زبان انگریزی نہ تھی، کسی انگریز خاتون سے جوالا مکھی یا آتش فشان پہاڑ کا ذکر کرنا چاہتے تھے۔ انھون نے انگریزی لفظ Volcano اپنے ایک جملے مین استعمال کیا لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس لفظ کے دوسرے حصے یعنی ca پر زور دیتے انھون نے پہلے حصے پر زور دیا، یعنی بجائے Volca'no کے انھون نے اس کا تلفظ Vo'lcano کیا۔ وہ برابر اسی غلط تلفظ کو دہرائے جاتے تھے اور خاتون ان کا منھہ تک رہی تھین اور I beg your pardon, I beg your pardon کہے جاتی تھین۔ وہ بیچارے سخت حیران و پریشان تھے کہ مجھے تو بچپن مین استاد نے جوالا مکھی کے لئے یہی لفظ بتایا ھے، نہ معلوم یہ خاتون اسے کیون نہین سمجھتین۔ جب دونون بے حد زچ ہوئے تو انھون نے بات آگے کو چلانے کے لئے اور اپنا مفہوم سمجھانے کے لئے کہا کہ میرا مطلب اس پہاڑ سے ھے جس سے آگ نکلتی ھے۔ اب خاتون کو معلوم ہوا کہ وہ جس لفظ کو ادا کرنا چاہتے تھے وہ Volca'no ھے۔ اکثر انگریزی لفظون کے مفہوم مین لہجے کے اسی اتار چڑھاؤ سے تمیز ہوتی ھے، جیسے perfo'rm moun'tain, ma'son, awr'y وغیرہ، اور یہ ظاہر ھے کہ تلفظ کا یہ اہم جزو کہ لفظ کے کسی حصے پر کتنا زور دیا جائے اس کو معمولی تحریر مین ظاہر نہین کیا جاسکتا۔

اس سے زیادہ مشکل آواز کے اس اتار چڑھاؤ کا اظہار ہے جس کو فقرے یا جملے کے کسی حصے پر اس کے حقیقی معنی ظاہر کرنے کے لئے کام مین لانا ضروری ہے۔ ہر فقرے یا جملے کے ادا کرنے مین کسی نہ کسی لفظ پر زور دیا جاتا ہے، اور جب یہ زور اس لفظ سے ہٹا دیا جائے تو اس کے معنی فی الفور بدل جاتے ہین۔ ذیل کے معمولی لفظون کے ایک فقرے سے اس تبدیلی کا اظہار ہو جائے گا۔

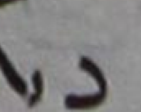
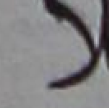
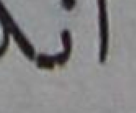
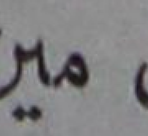
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟ کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟ کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟
کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟ کیا آپ یہ چیز لینے بازار گئے تھے؟ ۴

اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جب تک ہم فقرے کے سب سے اہم حصے پر اپنے لہجے کے اعتبار سے زور نہ دیں اس وقت تک فقرے کا صحیح مفہوم سمجھہ مین نہین آئے گا۔ لیکن معمولی طور پر ہم اپنی تحریر مین اس کا التزام نہیں

۴۔ شاید باقی سب زبانوں سے چینی زبان کے معنی مطلب کا دار و مدار لہجے کے اتار چڑھاؤ پر ہوتا ہے۔ ہر شخص اس سے واقف ہے کہ چینی زبان حروف نہین بلکہ بنیادی لفظوں پر بنی ہے۔ یہ تعداد مین ۴۲۰ ہین اور معنوں مین تنوع انھی ۴۲۰ آوازون کے جوڑ توڑ اور اتار چڑھاؤ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً ai سورج؛ Ywe = چاند؛ دونوں کو ملانے کی آواز کے معنی روشنی اسی طرح Che = سیدھا قدم؛ Chu = الٹا قدم؛ دونوں کو ملایا تو چلنا ہو گیا۔ دیکھیے: Bodmer صفحہ ۴۲۶؛ نیز راقم الحروف کی کتاب «نشریات» مین «چین کا تمدن» کے عنوان سے جو باب ہے اس مین بھی چینی زبان کی ترکیب کا ذکر ہے، خصوصاً صفحہ ۳۳ اور صفحہ ۳۴ پر لہجے کی اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔

کرتے که فقرے کے ایسے حصون کو کسی نشانی کے ذریعه سے ممتاز کر دین جن مین اتار چڑھاؤ اور لهجه بندی ضروری هے، اور اس کے بغیر هی هم هر فقرے کا مفهوم سمجھنے کی کوشش کرتے هین ۔

تصویر نگاری

اس مختصر بحث سے یه مراد تهی که کسی خاص طرح کی تحریر زیاده سے زیاده ایك سطحی اور رسمی طریقے سے همارے مفهوم کو واضح کیا جاسکتا هے۔ اسی طرح یه ضروری نهین که کسی زبان کے لئے کوئی خاص لپی مخصوص هو بلکه سب سے بهتر لپی وهی هوگی جس کے ذریعے هم کسی زبان کا مفهوم دوسرون کے ذهن نشین کراسکیں ۔ حقیقت یه هے که جیسا جیسا زمانه گذرتا جاتا هے ویسے هی دنیا کی زبانون کا عام رجحان یه هوتا جاتا هے که لکھنے پڑھنے میں آسانی هو اور اس کے لئے بجائے پیچیده تصویر نما یا نوك پلك والے حرفون کے محض آساں رسمی شکلین کافی سمجھی جارهی هین ۔ ابتدا مین انسان صرف اپنی یاد پر بھروسه کرتا تھا اور اگر اپنے حافظے کی مدد کے لئے کوئی نقش کھینچتا بھی تھا تو وه محض تصویرین هوتی تهین ۔ آهسته آهسته انهی پیچیده تصویرون سے علامتیں بن گئیں مثلاً آنکھه اس کی تصویر  سے ظاهر هوگی تو دو آنکھون کے معنی دیکھنے کے هوجائیں گے ۔ اس لکھاوٹ کی بهترین مثال قدیم مصر سے ملتی هے ۔ مصری زبان مین بیل کو « الف » کهتے تھے اور اس کے اظهار کے لئے بیل کا سر  بنادیا جاتا تها ۔ امتداد زمانه سے یه محض  یا  هوگیا جو هجائی ارتقا کے بعد  بن گیا اور یهی وه علامت هے جو برهمی  یا K کے واسطے

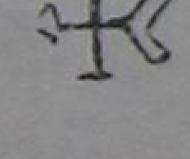
سے سنسکرت अ اور ذرا پلٹ کر یونانی اور لاتینی مین A بن جاتی ہے ۔ [5]
اس تبدیلی مین ایک بات خاص طور پر قابل لحاظ ہے، وہ یہ کہ بجائے پیچیدہ نوک پلک والی بڑی بڑی علامتون کے حروف تہجی کے لئے یہ کافی سمجھا گیا کہ وہ آسان ہون خواہ بظاہر ان مین کوئی خاص مفہوم چھپا ہوا ہو یا نہ ہو ۔ خود مصری تصویر دار حرفون کی جگہ سادہ علامتین استعمال کی جانے لگین اور قدیم ایرانی میخی حرف بہت جلد بیکار اور پیچیدہ سمجھ کر خارج کر دئیے گئے [6] ۔

رومن رسم خط کا آغاز اور اس کا پھیلاؤ

کسی رسم خط یا لکھاوٹ کی تعریف زیادہ سے زیادہ یہ کی جاسکتی ہے کہ یہ لکھنے کا وہ طریقہ ہے جسے کسی خاص زبان والے اس زبان کیلئے سب سے آسان یا مفید سمجھتے ہون اور جسے یا تو خود انھون نے ایجاد کیا ہو ورنہ کسی دوسری زبان کی لکھاوٹ مین اپنے حسب حال ترمیمین کر کے اپنی زبان کو اس سانچے مین ڈھال لیا ہو ۔ رسم خط کے اعتبار سے سریانی اور فنیقی، یونانی اور لاتینی کے ڈانڈے مل جاتے ہین، یہان تک کہ یونانی زبان کے حروف تہجی کی ترتیب تقریبا وہی ہے جو عبرانی حروف اور عربی ابجد کی ہے ۔

رومن رسم خط اصل مین یونانی رسم خط کی ارتقا شدہ شکل ہے ۔ اس رسم

۵۔ Bodmer ، باب ۱ ؛ Encyclopaedia Brittanica جلد ۱، صفحہ ۶۷۷ وغیرہ ۔

۶۔ قدیم مصری حروف کے لئے دیکھئے، ایضا جلد ۱ صفحہ ۶۷۹ ؛ میخی حروف کے لئے Bodmer باب ۱ میخی حروف کی مثالین :—  = تو ؛  = جا ؛ دیکھئے Encyclopaedia Brittanica جلد ۱ صفحہ ۶۷۹ وغیرہ ۔

خط مین جو اس وقت پانچوں براعظموں مین پھیلا ہوا ھے، اصل میں صرف ۲۳ حرف تھے اور یہ اس طرح کہ i کو صحیح اور علت دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور یہی کیفیت v کی تھی۔ آگے چل کر i کی دو شکلین ہو گئین؛ اسے حرف علت کے طور پر حسب حال قایم رکھا گیا اور حرف صحیح کے لئے اسی کو ذرا بڑھا کر j کر دیا گیا۔ اسی طرح v حرف صحیح ہو کر رہ گیا اور اس سے حرکت کا کام لیتے تو اسے ذرا گول کر کے U لکھتے۔ اس کے بعد جب رومن رسم خط کو ایسی زبانون کے لئے استعمال کیا جانے لگا جن مین v کی آواز اتنی سخت نہ تھی جتنی رومن میں، اور اس کا مخرج بجائے دانت اور ھونٹ کے محض دونوں ھونٹوں سے نکالنا منظور ہوا تو اس کے لئے v کو دھرا کر کے ایک نئی علامت بنائی گئی جسے انگریزی مین Double u اور فرانسیسی مین اب تک Double v کہتے ھین۔

اس مثال سے رومن رسم خط کے بست و کشاد کا اندازہ ہو جائے گا، اور اس رسم خط کی یہی لچک ھے جس کی وجہ سے یہ دنیا کے گوشے گوشے مین پھیلا ہوا ھے۔ وہ ملک جن کی زبانین رومن حرفون میں لکھی جاتی ھین ان کی تعداد ۵۵ سے زیادہ ھے جن مین یورپ کے ۲۵، امریکہ کے ۲۲، افریقہ کے ۴ یا ۵، آسٹریلیا کے ۳ اور ایشیا کا ایک ملک شامل ھے، اور ان ملکون کی آبادی ۸۰ کروڑ تک پہونچتی ھے۔ ان کے علاوہ ایسے ملک بھی ھین جن کے باشندون کی مادری زبان تو رومن حرفوں مین نہین لکھی جاتی لیکن جہاں کی سرکاری زبانین اسی

رسم خط مین لکھی جاتی ھین ۔ ان ملکون کی آبادی بھی چھپن کروڑ سے کم نہین ، ۷ ھم جانتے ھین که دنیا کی مجموعی آبادی دوارب سے ذرا زیادہ ھے اور اس سے اندازہ ھو جائیگا که جو زبانین رومن حروف مین لکھی جاتی ھین وہ اس پوری آبادی کے نصف مین پھیلی ھوئی ھین ۔

یه ایک واقعه ھے که سوائے سوویٹ روس کے بعض علاقون کے، ۸ جن جن

۷ - مختلف بر اعظموں کے جن باشندوں کی مادری زبانیں رومن حروف میں لکھی جاتی ھیں ان کی تعداد :-

یورپ	۳۲٫۵ کروڑ	امریکه	۲۷٫۵ کروڑ
آسٹریلیا (مع اندونیشیا)	۸٫۵ "	ایشیا	۲ "
افریقه	۰٫۵ "	میزان	۷۱ "

حسب ذیل ملکوں کی سرکاری زبانیں رومن حروف مین لکھی جاتی ھین حالانکه ان کی مادری زبانوں کے لئے دوسری لپیاں ھین :-

ایشیا	۴۳٫۵ کروڑ	افریقه	۱۲ کروڑ
اوشینیا	۰٫۵ "	میزان	۵۶ "

۸ - سوویٹ روس کے ان سب جمہوریوں نے جن مین فارسی یا ترکی رائج ھے، رومن خط سنه ۲۷ – ۱۹۲۰ ع مین اختیار کر لیا، لیکن شاید سیاسی کیفیتوں سے مجبور ھو کر سنه ۱۹۳۶ ع مین سب کو ایک ساتھ روسی رسم خط (جو رومن سے بہت زیادہ پیچیدہ ھے) اختیار کرنا پڑا ۔ روسی رسم خط ایک حد تک رومن کی طرح یونانی لپی پر مبنی ھے لیکن اس مین ۲۴ کی بجائے ۳۵ حرف ھین ۔ بعض حرف ایسے بھی ھین جن کی شکل تو ھو بھو کسی رومن حرف کی ھے لیکن تلفظ بالکل جدا گانه ھے ۔ جیسے B کا تلفظ واؤ کا ھے، P کا تلفظ، ر کا ھے اور H کا تلفظ ن کا ھے ۔ بعض حرف ھمارے لئے بالکل نئے ھین، جیسے Г = ج، Ж = ژ، Ч = چ وغیرہ۔ ایک خاص بات اس رسم خط مین یه ھے که ۳۵ مین سے ۳۱ حرف ایسے ھین جن مین بڑے اور چھوٹے حرفوں کی شکل بالکل ایک ھے صرف جسامت میں فرق ھے ۔ سنه ۱۹۴۹ ع کے اواخر میں راقم الحروف نے دھلی کے روسی سفارت خانے سے دریافت کیا تھا که اس وقت وسطی ایشیا کی ھجائی صورت حال کیا ھے ۔ سفارت خانے کی سکریٹری میڈم ارزینا کا جواب آیا که =

ملکون نے اپنی اپنی زبانیں رومن لپی مین ڈھال لی ھیں انھون نے اسے کبھی بدلنے کی کوشش نہین کی اور اس رسم خط کو اتنا اپنا لیا کہ اسے بجائے رومن کے انگریزی، فرانسیسی، اطالوی، ترکی، اندونیشی وغیرہ کہنے لگے - لسانیاتی ماھرون کا خیال ھے کہ اس رسم خط کے استحکام کا یہ عالم ھے کہ ڈھائی ھزار سال پہلے سے آج تک یہ ایک ھی شکل میں قایم ھے - روما کے تفوق کے ساتھہ یہ اس کی سلطنت کے تھوڑی سی تبدیلی کیساتھہ بیشتر حصون میں پھیل گیا اور بعض ملکون جیسے اٹلی، فرانس اور اسپین کی زبانون پر تو اس کا اتنا اثر پڑا کہ یہ رومانی زبانین کہلا نے لگین اور انھون نے فی الفور اسے اختیار کر لیا؛ لیکن بعض زبانین مثلا برطانوی، کلٹی اور اسکینڈی نیویائی زبانین ایسی تھین جنھون نے چھٹی صدی عیسوی تک اسے اختیار نہین کیا - اس کے بعد رومن حروف کی تحریک تیزی کے ساتھہ پھیلتی گئی یہان تک کہ گیارھوین صدی میں دور دراز آئس لینڈ نے بھی اپنے پرانے رونک حروف کی جگہ رومن رسم خط کو اپنے یہان رائج کر لیا - ۹ پچھلے چالیس پچاس برس مین

سنہ ۱۹۲۰ تا ۱۹۲۷ع میں وسطی ایشیا کے ان جمھوریون نے جنکی زبانون کے حرف نسبۃ زیادہ پیچیدہ تھے رومن لپی اختیار کر لی تھی، لیکن چند سال بعد انھون نے «اپنی مرضی سے» روسی رسم خط اختیار کر لیا - میڈم اوزینا نے اس تبدیلی کا جو سبب بتایا ھے وہ بہت دلچسپ ھے، اور اسے خود ان کے لفظون ھی میں بیان کرنا مناسب ھے - فرماتی ھیں —

"The main reason for acceptance of the Russian script was that it enables the people of non-Russian nationalities to learn the Russian language and to be more acquainted with all the values of the Russian culture which is rightly considered the most advanced and the most developed among the culture of other republics."

۹ - رونک لپی مین صرف ۱۶ حرف تھے؛ اور یہ بات ھماری دلچسپی کا باعث ھے کہ ان حرفون کا تعلق فنیقی رسم خط سے تھا جو خالص سامی حرف تھے اور جو عبرانی اور عربی سے ملتے جلتے
Wheaton, History of the Northmen جس کا اقتباس
Historians' History of the World جلد ۲۱ صفحہ ۱۳۱ پر دیا ھوا ھے
دیکھئے

جرمنی نے بھی اپنی سائنسی اور حکمیاتی فکر کی کتابون کے لئے قوطی حرفون کے بجائے (جو اصل مین رومن حرفوں ہی کی پیچیدہ شکلیں ہیں اور جن مین ہمارے نستعلیق رسم خط کی طرح نوک پلک کا خاص خیال رکھا جاتا ھے) سادہ رومن حرف اختیار کر لئے ہیں، اور شاید وہ دن زیادہ دور نہین کہ قوطی حرف ایک قصہ ماضیہ بن کر رہ جائین -

رومن رسم خط کی خصوصیات

اب سوچنے کی بات یہ ھے کہ آخر رومن لپی مین وہ کیا خصوصیتین ھین جن کی وجہ سے یہ شمال و مغرب مین آئس لینڈ اور جنوب و مشرق میں اندونیشیا تک پھیل گئی ھے۔ اگر ھم اس لپی کا ھندستان کی دو لپیوں یعنی ھندی اور اردو سے مقابلہ کرین تو بھتر ھوگا - دیوناگری رسم خط کے برخلاف رومن حروف اصلاً متحرک نہین بلکہ ساکن ھین، چنانچہ آواز کے ادغام کی وجہ سے رومن حروف کو مدغم کرنے کے لئے انکی شکل بدلنے کی ضرورت پیش نہین آتی۔ دیوناگری لپی مین جس حرف کو ساکن کرنا مقصود ھو یا تو اس کے نیچے سکون کی علامت لگانا پڑے گی جو ایک طرح سے معیوب سمجھی جاتی ھے، ورنہ پھر سن یکتا کشر کے اصول پر ساکن حرف کے ایک حصے کو، جو زیادہ تر حرکت کی اندرونی علامت یعنی سیدھی لکیر پر مشتمل ھوتا ھے، گرا دینا پڑے گا - مثال کے طور پر لفظ «ھندستان» کو لیجئے۔۔ اس کی صحیح املا हि‍न्दुस्तान ھے۔۔ اس مین न اور स دونون کی حرکت کی علامت کو گرا کر باقی ماندہ شوشے اگلے حرفون یعنی द اور त کے ساتھ ملانے پڑھیں تاکہ زبر کی آواز ساقط ھو جائے، اس لئے کہ اگر علامت کو نہ گرایا گیا اور پورے پورے حرف لکھے گئے تو اس کی املا हिनदुसतान ھو گی۔

اور تلفظ ھِـسَن دُسَ تانَ ھو جائے گا - بعض دفعه تو تین تین حرفون کو ایك دوسرے ساتھه مدغم کرنا پڑتا ھے جس کی وجه سے پیچیدگی اور بھی بڑھجاتی ھے - ایك تبائن رومن رسم خط اور دیوناگری رسم خط کے درمیان یه بھی ھے که دیوناگری رسم خط مین نفسی یا ترخیم شده حرفون کے لئے اصل حرفون سے مختلف شکلین ھوتی ھین جس سے مبتدی کو کافی دقت ھوتی ھے - مثلا ساده ب ब کی شکل ایك ھے اور اگر بھ لکھا جائے تو اس کی صورت भ بالکل بدل جاتی ھے ۱۱ - ملے جلے حروف کا مسئله اردو رسم خط مین ایك حد تك ھندی سے بھی زیاده پیچیده ھے اس لئے که یہان بعض حروف کی شکلین لفظ مین حرف کے مقام کے ساتھه بدلتی رھتی ھین یعنی اگر حرف لفظ کی ابتدا مین آئے تو اس کی شکل ایك ھوتی ھے، بیچ مین آئے تو دوسری اور آخر مین آئے تو تیسری - یه پیچیدگی لوھے کے چھاپے مین بہت زیاده عیاں ھوجاتی ھے - لوھے کے ٹائپ مین ۲۴ پائنٹ نستعلیق کے لئے، علاوه اعراب علامات اوراعداد کے، یعنی صرف حروف کی حدتك ۶۵۹ شکلیں درکار ھیں، اور ان کے ھر اکھرے مجموعے یا فاؤنٹ کا وزن ۲ $\frac{1}{2}$ من ھو گا !! اسی ناپ کے نسخ ٹائپ کے لئے ۲۷۸ شکلین، حیدرآباد کے سرکاری مطبع کے ایجاد کرده خط عثمانی کے لئے ۹۰ شکلین، اور جناب سجاد مرزا کے بنیادی ٹائپ کے لئے ۷۹ شکلون کی ضوورت پڑے گی - اس کے برعکس نئے ترکی رسم خط کے لئے، جو ترکی ضروریات کے اعتبار سے اصلاح شده رومن ھے، اصل مین صرف ۲۵ شکلون کی ضرورت تھی، لیکن چونکه انہون نے کیپٹل حروف کو بھی رواج

۱۱ - دیوناگری مین ایسے سن یکتا کشرون کی شکلین پانچ سو کے قریب ھین

۱۲ - اسی طرح ملاحظه ھو क اور ख ؛ ग اور घ ؛ च اور छ ؛ ज اور झ وغیره

دیا ھے اس لئے ٹائپ کی شکلون کی تعداد دوگنی سمجھی چاھئے - اگر یہ اصول ٹھیک ھے کہ "ٹائپ سازی مین حروف کی پائیداری، حروف اور جوڑون کی تعداد مین کمی، کمپازیٹر کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولت کا فراھم ھونا، کم سے کم جگہ مین زیادہ سے زیادہ مضمون کا کمپوز ھونا اور سیسے کے کم سے کم استعمال" کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر رومن ٹائپ حرف آخر سمجھنا چاھئے اس لئے کہ اس مین یہ سب خصوصیتین پائی جاتی ھین[۱۲]۔

صوتیاتی اصول

اوپر عرض کیا جا چکا ھے کہ اس وقت کم و بیش ۵۵ ایسی زبانین ھین جو رومن حروف مین لکھی جاتی ھین، اور یہ زبانین تمام اقلیمون مین پھیلی ھوئی ھین اور ان کے مخرج بھی جدا جدا ھین - اس سے معلوم ھوا کہ رومن رسم خط مین اس کی کامل صلاحیت ھے کہ اِدھر اُدھر تھوڑی بہت ترمیم کرکے ھر زبان کے صحیح اور علاتی حروف کے مخرج ادا ھو سکین - اس مین شبہ نہین کہ بعض ایسی زبانین ھین جو رومن حرفون مین لکھی جاتی ھیں لیکن امتداد زمانہ سے ان کے صوتیاتی اصول سے حرفون کی آواز کو کافی گریز ھو گیا ھے - انگریزی کو لیجئے؛ اس زبان کے ھجون اور تلفظ سے زیادہ بے اصولی شکل سے کسی زبان مین دیکھنے مین آسکتی ھے - انگریزی مین حرف u سے زبر کی آواز بھی نکلتی ھے جیسے but، زیر کی بھی جیسے busy اور پیش کی بھی جیسے put؛ اسی طرح gh کبھی 'گھ'، ھو

۱۲ - دیکھئے «نمونہ جات ٹائپ» ایجاد کردہ سررشتہ طباعت سرکار عالی حیدر آباد دکن؛ نیز «اردو رسم خط» ص ۲۴ -

جاتا ھے جیسے ghoul کبھی گ کی آواز دیتا ھے جیسے ghost کبھی ف کی آواز دیتا ھے جیسے cough کبھی کوئی آواز نہین دیتا، جیسے bough ؛ مگر یہ رومن لپی کا قصور نہین بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ھے کہ ابتدا مین تو انگریزی زبان کے لئے رومن حرفون کو اختیار کرتے وقت خالص صوتیاتی اصول کو پیش رکھا گیا تھا، یعنی ہر آواز کیلئے ایک ھی حرف کافی سمجھا گیا تھا، لیکن یہ بنیاد قائم نہین رھی اوراب تو انگریزی زبان کے ہجے مین کسی قسم کا اصول ھی باقی نہین رہا[۱۳]۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ رومن حروف کی روش ہرزبان مین انگریزی کی طرح غیر معین ھے۔ ہرزبان مین رومن حرفون کی آوازین اس زبان کے اصول کے مطابق معین کی گئی ھین یہاں تک کہ دوسری زبانون مین جاکر رومن حروف رومن نہین رہتے بلکہ انگریزی، فرانسیسی، اطالوی یا ترکی بن جاتے ھیں، اور اگر کسی زبان مین ایسی کوئی آوازین ھیں جو بنیادی رومن لپی مین نہین پائی جاتین تو تھوڑے سے تصرف کے بعد ان ھی حروف مین یہ آوازین پیدا کی جاسکتی ھیں۔ مثال کے طور پر چ کے تلفظ کو لیجئے جو بنیادی رومن مین نہین پایا جاتا۔ جب مختلف زبانین جن مین یہ تلفظ عام تھا رومن سانچے مین ڈھالی گئیں تو ہر ایک میں یہ آواز مختلف طرز سے پیدا کی گئی اوراس کے لئے مرکبات ایجاد کئے گئے۔ مثلاً اس آواز کے لئے انگریزی مین ch فرانسیسی میں tch اطالوی مین ci اور ترکی مین ç مقرر کی گئی۔ یہی کیفیت

---

۱۳ - ہر شخص کو علم ھے کہ انگریز اصول پرست نہین ہوتے بلکہ موقع محل کے اعتبار سے عمل کرتے ھین۔ اس عادت کا اظہار اس بات سے ہوتا ھے کہ انگلستان ھی ایسا ملک ھے جس مین یہان کے سیاسی دستور کو تحریر میں نہین لایا گیا؛ یہی وجہ ھے کہ یہان کا دستور بھول بھلیون مین گویا پھنس کر رہ گیا ھے۔

حروف علت کی هے، اور سوائے انگریزی کے باقی تقریبا هر زبان مین ان حرفون کا تعین ایک بڑی حدتک تلفظ کے اعتبار سے کیا گیا هے مثلا فرانسیسی مین ai کی آواز تقریبا همیشه ए کی اور au کی آواز औ کی هوگی- یوروپی زبانون میں نون غنه زیاده تر دو زبانون یعنی فرانسیسی اور پرتگیز مین آتا هے - پرتگیز میں اس آواز کا اظهار حرف علت پر ایک مد لگانے سے کیا جاتا هے، جیسے Damaõ ، جو ناسک کے قریب ایک پرتگیز نوآبادی کا نام هے؛ فرانسیسی مین یه اصول مقرر کیا گیا هے که لفظ کے کسی جزو کے آخر مین m یا n هو اور اس کے پهلے کوئی حرف علت هو تو ان حرفون کی آواز نون غنه کی هو جائے گی - اسی طرح حرف صحیح t کو لیجئے؛ شمالی تیوتانی زبانون میں، جن مین انگریزی بهی شامل هے t کی قدر همارے ٹ کے برابر هے، اور جیسے جیسے آپ شمالی ملکون کی طرف جائین گے اس کی آواز مین انگریزی سے بهی زیاده سختی هوتی جائے گی؛ لیکن یهی t رومانی زبانون مین جن کا ماخذ لاتینی هے، بالکل ت هوجائے گی، چنانچه جنوبی فرانس کی گیسکونی بولی، هسپانوی، پرتگیز، اطالوی اور دوسری جنوبی زبانوں مین t کے تلفظ اور هماری ت کے تلفظ مین مطلق کوئی فرق نهین رهتا - اصل مین رومن حروف کے تلفظ مین بست و کشاد کی یهی گنجائش هے جس کی وجه سے یه رسم خط برابر پهیلتا جارها هے، اور ان زبانون کو جن کا رجحان اس رسم خط کی طرف حال هی مین هوا هے انهین اسے اختیار کرنے مین کوئی تکلف نهین هوا، اور وه خود اپنے تلفظ کے اعتبار سے اسے رائج کر رهی هین -

ایک اور مثال کے طور پر ترکی کو لیجئے - ترکون سے کبهی بهی ق اور خ کے مخرج ادا نهین هوسکتے تهے - اسی طرح اگر کسی لفظ کے آخر مین یا لفظ کے کسی جزو

کے آخر مین ب ھوتا اور اس سے پہلے کوئی حرف علت ھوتا تو ب کا تلفظ پ کا ھو جاتا اور ج ھوتا تو اس کا تلفظ چ کا ھو جاتا۔ اسی طرح ان کے حروف ھجا مین ایك حرف تھا جسے کاف نونی کہتے اور جو «ك» پر تین نقطے لگا کر لکھا جاتا تھا۔ اب «ینی ترکچه» یا نئی ترکی (یعنی رومن) رسم خط مین کاف نونی یا «ن» کے درمیان کوئی فرق رکھا گیا اور نہ ق اور خ کے لئے کسی خاص رومن حرف کی ضرورت سمجھی گئی، اور «جیسی بولی ویسی لکھاوٹ» کا اصول تسلیم ھی نہین کر لیا گیا بلکہ اس پر عمل بھی فی الفور شروع کر دیا گیا۔ حقیقت یہ ھے کہ حال مین جہاں کہین بھی اس رسم خط کا رواج پڑا ھے، وسط ایشیا کے فارسی یا ترکی بولنےوالون مین ھو یا اندونیشیا مین، اسی اصول پر عمل ھوتا آیا ھے۔ اس طرح لپیون مین جو پیچیدگیان تھین وہ رفع ھوگئین اور نئے حرف پہلے سے بھی زیادہ زبان کے اجزا بن گئے[۱۴]۔

غیر زبانون کے اعلام

اگر ھم ان زبان کی لپیون پر غور کرین جن کی لکھاوٹ حرفون سے مرکب ھے[۱۵] تو ھم محسوس کرین گے کہ ان مین سب سے کم حرف رومن لپی مین ھین، مثلاً یونانی مین ۲۴ حرف ھین، جرمن یعنی قوطی مین ۲۶، عربی مین ۳۰، فارسی مین

۱۴۔ مثال کے طور پر ترکی زبان کے پرانے رسم خط کی پیچیدگیوں کے لئے دیکھئے محبوب عالم مرحوم کی کتاب «قواعد ترکی» لاھور سنه ۱۹۰۴ باب (۱۵)۔

۱۵۔ ایسی زبانون مین جن مین حرف نہیں بلکہ لفظ لکھے جاتے ھیں چینی زبان سب سے ممتاز ھے یہ زبان ideography خیال نگاری، تصویر نگاری pictography پر مبنی ھے۔ اور اس کی علامتین پورے پورے لفظون، چیزون اور خیالات کو ظاھر کرتے ھیں۔ دیکھئے:

' Pei : The world's chief languages

۳۵ ، اردو میں ۳۷ اور ناگری میں ۵۵ ؛ رہا رومن رسم خط تو جیسا اوپر عرض کیا گیا ھے ، ابتدا مین اس مین صرف ۲۳ حرف تھے ، اور اب ۲۶ ھیں - ایک بات یہ بھی قابل غور ھے کہ رومن لکھاوٹ مین غیرزبانون کے لفظون اور نامون کا تلفظ نسبۃ آسانی سے ادا ھوسکتا ھے ، یہ ضرور ھے کہ آواز کا اتار چڑھاؤ جو ھر زبان کی گویا جان ھوتا ھے خواہ وہ کسی لکھاوٹ مین لکھی جائے کسی رسم خط سے ادا نہین ھوسکتا ؛ لیکن یہ بھی یاد رھے کہ کسی رسم خط کا ڈھانچہ جتنا سادہ ھوگا اتنی ھی آسانی سے دوسری کسی زبان کے الفاظ اس مین اتارے جاسکین گے - جو اصحاب سائنس یا کسی خاص فن کی عربی کتابون سے واقف ھین انھیں اس بات کا اندازہ ھوگا کہ ان کتابون مین جہان جہان غیر ملکون کے سائنسدانون، سیاستدانون، تاریخ شناسون کا ذکر آتا ھے وھاں عرب مصنف صرف اسی پر اکتفا نہین کرتے کہ ان کو عربی رسم خط مین لکھ دین بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی ضرورت سمجھتے ھین کہ انھیں عربی کے ساتھ رومن رسم خط میں بھی لکھا جائے - خود عثمانیہ یونیورسٹی مین ابتدا ھی سے ، یعنی جب سے یورپ کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کا کام شروع ھوا اور غیر ایشیائی لفظون کو اردو املا میں لکھنے کی ضرورت پیش آئی ، اسی وقت سے مترجمون کو بڑی دقت ھوئی کہ غیرزبانون کے اعلام اور الفاظ کو اردو مین کیسے لکھا جائے اور مترجم نے جیسا چاھا اس کی املا لکھی لیکن جب تاریخ یورپ کی کتابوں کے ترجمے شروع ھوئے تو یہ دقت بہت زیادہ بڑھ گئی اور نواب علی یاور جنگ بہادر کی تحریک پر (جو اس وقت معتمد امور دستوری تھے) ایک کمیٹی بنی کہ انگریزی ، فرانسیسی ، جرمن اور اطالوی الفاظ کو اردو مین ڈھالنے کے طریقے معین کرے - اس کمیٹی کی مختلف ذیلی مجلسون نے کئی

مہینے تک کام کیا اور کوشش کی کہ جہاں تک ہو سکے ان سب زبانوں کا صحیح تلفظ جن کے نام ترجمون مین آئیں مختلف قسم کے اعراب لگا کر اردو لکھاوٹ کے ذریعے سے ادا کیا جائے۔ لیکن ہمین اس کے اتنی علامتین بنانی پڑین کہ اس کمیٹی کی روداد ایک اچھا خاصا ضخیم رسالہ بن گیا۔ اس زمانے مین دارالترجمہ کے ناظم پروفیسر الیاس برنی صاحب تھے اور شاید اس اسکیم کو ناقابل عمل سمجھ کر انہون نے اس روداد کو کسی عمدہ فائل مین نہایت احتیاط کے ساتھہ رکھ دیا، اور اب مشکل سے کسی کو اس کا علم ہوگا کہ وہ اسکیم کہاں ہے[١٦].

عربی رسم خط

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ اردو لکھاوٹ مشکل سے اس کی متحمل ہوسکتی ہے کہ دوسری زبانون کا صحیح تلفظ اس مین ادا کیا جاسکے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ عربی مین (جس سے ہماری زبان کی لکھاوٹ نکلی ہی) اس کی کوشش ہی نہیں کی جاتی کہ دوسری زبانون کے لفظون یا دوسرے ملکون کے نامون کو ہو بہو لکھا جائے، بلکہ انہیں معرب کر لیا جاتا ہے جس کے لئے خاص خاص اصول موجود ہیں، اور ہر حرف کا مقام اور اس کا تلفظ معین ہے۔ اس مین شبہ نہیں کہ جب عربی حروف ہجاء کا اطلاق دوسری زبانون پر کیا گیا تو نئی آوازون کے اظہار کے لئے اصلی

١٦۔ ان علامتون کی ایک جھلک ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی کتاب «قانون بین الممالک» مین ملے گی۔ ڈاکٹر صاحب اس کمیٹی کی کئی ذیلی مجلسون کے ممبر تھے اور شاید وہی ایک ممبر تھے جنھون نے اپنی کتابون مین ان علامتون سے بعض کو استعمال کیا جنھین کمیٹی نے منظور کیا تھا۔ انھون نے اپنی کتاب مین 'املا اور اعراب' کے نام سے ایک دیباچہ لکھا اور نئے اعراب کے استعمال کی مثالین دین ساتھہ ہی انھون نے بعض نئے حروف بھی تجویز کئے ہین جیسے ف کے اوپر تین نقطے، و کے نیچے دو نقطے، ش کے اوپر الٹے تین نقطے وغیرہ

عربی تلفظ میں تبدیلی کر دی گئی اور مختلف قسم کی علامتین دے کر نئے حرف بنائے گئے، لیکن اس رسم خط کا ڈھانچہ ایسا تھا کہ ان تبدیلیوں کے باوجود غیر زبانون کی آوازون کو عربی قالب مین ڈھالنا نہایت دشوار ثابت ہوا[۱۷]۔ بلا شبہ عربی رسم خط سے ایک بالکل نئے اصول کی ابتدا ہوئی، وہ یہ کہ اگر مختلف حرفون کو ایک دوسرے سے ملانے کی ضرورت ہو تو بجائے پورے حرفون کے ان کی جگہ محض شوشوں کا ملانا کافی ہوگا، اور چونکہ ابتدا مین نہ اعراب تھے نہ شوشے، اس لئے ابتدائی عربی تحریر کو صرف اہل زبان یا وہ غیر لوگ جو عربی کے ماہر تھے پڑھ سکتے تھے۔ اس رسم خط کے ارتقا سے پہلے جو حرف مختلف ملکوں مین رائج تھے وہ یا تو چینی کی طرح تصویر نگاری کے اصول پر مبنی تھے ورنہ یونانی، لاتینی، برہمی اور سنسکرت کی طرح ایسے تھے کہ اگر ادغام کے وقت کسی حرف مین تبدیلی ہوتی بھی تو بہت کم ہوتی تھی۔ عربی رسم خط کا ارتقا عالمی حروف ہجا کے اصول میں ایک بڑی اصلاح تھی، اور اس سے وقت بھی بچتا تھا، کاغذ بھی، ساتھ ھی نوک پلک اور تناسب کے باعث اس طرز تحریر کو جمالیاتی نقطۂ نظر سے ایک خاص امتیاز حاصل ہوگیا، چنانچہ اس سے وہ کوفی خط نکلا جو آج بھی افریقی اور مغربی عبارتون مین اپنی خوبصورتی اور دیدہ زیبی کی وجہ سے لاثانی ھے۔ برخلاف دوسری زبانون کے عربی رسم خط مین بجائے حروف کے، الفاظ کو ایک

۱۷- مختلف زبانون کی آوازون کے لئے عربی حروف مین تصرف:- فارسی کے لئے پ چ، ژ، گ؛ اردو کے لئے ٹ، ڈ؛ ڑ، ملایا کی زبان کے لئے ن پر تین نقطے اور غ پر تین نقطے؛ پشتو کے لئے د اور ر کے نیچے ایک ایک چھوٹا دائرہ؛ اسی طرح سندھی کے لئے ب کے نیچے یا اوپر چار نقطے. ف کے اوپر چار نقطے؛ ترکی زبان کے لئے ك پر تین نقطے وغیرہ۔ دیکھئے
Grierson, Linguistic Survey of India, Vol. IX, Part I, System of Transliteration adopted.

خاص تفرد حاصل ہے اور ایک طرح سے ہر لفظ کی حیثیت ان حرفون سے جداگانہ ہے جس سے وہ مرکب ہوتے ہین - اس لئے کہ باہمی ترکیب مین حرفون کی جگہ محض اشارے رہ جاتے ہیں اور حروف کی حیثیت محض ثانوی ہوجاتی ہے۔ جب عربی خط فارسی زبان کے لئے استعمال ہونے لگا تو سرزمین ایران مین جو نزاکت اور جمالیات کیلئے مشہور ہے آہستہ آہستہ نستعلیق کی بنیاد پڑی اور یہ رسم خط خطاطی سے نکل کر گویا نقاشی کے حدود میں داخل ہوگیا؛ چنانچہ ایک ایک حرف مین نقاشی کی خوبی، مصوری کی نزاکت، اور وہ حسن و انداز پیدا کیا گیا کہ ہر لفظ بجائے خود ایک تصویر بن گیا۔

چھاپے کی دقتین

جہان تک لکھاوٹ کا تعلق ہے، نستعلیق کی خوبصورتی اور مقبولیت کا مقابلہ کوئی دوسری زبان مشکل سے کرسکتی ہے۔ مغل بادشاہ، شاہزادے اور شاہزادیان اس کی مشق کرنے لگین، اور ہمارے ملک مین نستعلیق تحریر مین وہ امتیاز پیدا کیا گیا جس کا دوسری کسی تحریر مین ملنا مشکل ہے - دقتون کا سامنا ہندوستان مین چھاپے کے رواج کے ساتھ ہوا - یون تو مروجہ عربی خط یعنی نسخ کا ٹائپ یورپ مین سولھوین صدی ہی مین ایجاد ہو چکا تھا، لیکن نستعلیق کی نزاکتون، اس کے نوک پلک اور بعض حرفون کی بیٹھک کی وجہ سے باوجود انتہائی کاوش کے اس کا ٹائپ آج تک حسب دل خواہ مکمل نہیں ہوا[18] پتھر کا چھاپا انیسوین صدی کے ابتدا مین دریافت ہوا تھا، لیکن وہ آج کل کی ضروریات کے اعتبار سے بالکل ناموزون ہے اور کم سے کم اردو زبان کی حدتک وہ اسی نوبت پر ہے جس نوبت پر

۱۸ - سجاد مرزا اردو رسم خط، صفحہ ۱۱

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے تھا - یہ دیکھ کر رشک ہوتا ہے کہ ایسی ایسی زبانیں جیسے تامل یا ملایالم، جن کے بولنے والے چند لاکھ نفوس سے زیادہ نہیں، ان میں بہترین طباعت کے اخبار اور رسالے اور اعلی درجے کی دیدہ زیب کتابیں نکلیں، اور اردو میں جس کی بابت ہمارا دعوی ہے کہ وہ ملک بھر کی مشترک زبان ہے، اس کے اخبار ایسے ہوں کہ پڑھنے میں تکلف ہو، اور ان رسالوں میں جنہیں ہم معیاری کہہ سکتے ہیں بیسیوں غلطیاں بھری ہوئی ہوں۔ آپ کسی بکسٹال پر جائیے اور ایک طرف ہندی اور تلنگی کے اخبار اور رسالوں کا معیار ملاحظہ کیجئے، اور دوسری جانب اردو اخبار اور رسالوں کی ورق گردانی کیجئے اور پھر سوچئے کہ کم سے کم طباعت کے اعتبار سے بقا ان میں سے کسے حاصل ہوگی۔ اگر ہم بنیادی تعلیم کے مسئلے کو پیش نظر رکھیں تو لیتھو تو ایک دن بھی نہیں چل سکتا، اس لئے کہ علاوہ اس دیر کے جو پتھر کے چھاپے کے مختلف مرحلوں کی وجہ سے ہونی لازم ہے، ایک کاپی میں ایک ہزار سے زیادہ نسخے نہیں چھپ سکتے، درانحالیکہ لینوٹائپ اور مانوٹائپ میں ایک ایک گھنٹے میں ڈھائی تین تین لاکھ دابیں نکل سکتی ہیں۔

رومن فارسی

اردو زبان کے لئے رومن رسم خط کو محدود رواج دینے کے سوال پر غور کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسی مشرقی زبانوں کا ذکر کیا جائے جنہوں نے اس رسم خط کو اپنا لیا ہے۔ حال کے زمانے میں جس قوم نے اس تحریک میں پہل کی وہ وسطی ایشیا اور قفقاز کے ایرانی اور ترک تھے جنہوں نے سنہ ۱۹۲۰ء سے سنہ ۱۹۲۷ تک کے زمانے میں فارسی اور ترکی کو رومن زبان کا قالب پہنایا، گو انہیں شاید سیاسی دباؤ میں آکر سنہ ۱۹۳۶ء میں اسے چھوڑ کر روسی

لپی کو اختیار کرنا پڑا - سوویٹ یونین کی فارسی بولنے والی آبادی تین رقبون میں پھیلی ھوئی ھے جن میں سے آذربائیجان کا جمہوریه تو ایران کے شمال ومغرب مین واقع ھے اور ترکمنستان اور تاجکستان کے جمہورئے افغانستان کے شمال اور ایران کے مغرب مین ھیں، اور ان تینون مین کم وبیش پچاس لاکھ لوگون کی مادری زبان فارسی ھے- سنه ۱۹۲۰ ء کے انقلاب کے بعد ان جمہوریون نے یه طے کیا که بنیادی تعلیم کے فروغ اور کامیاب صحافت کے لئے یه ضروری ھے که رومن حروف اختیار کئے جائین - انہون نے سب سے پہلے یه اصول بنایا که اس کے لئے خالص فارسی تلفظ کا اتباع کرنا ضروری ھے ورنه خود اہل زبان مبتدی کو پڑھنے میں دقت ھوگی، اورجس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یه سب کچھ کیا جارہا ھے وہ فوت ھوجائے گا نیز چونکه ترکمنستان اور تاجکستان کے فارسی تلفظ مین فرق تھا اس لئے اس فرق کو رومن حروف خصوصاً حروف علت کے ذریعه سے صاف کردیا گیا- نیچے صرف وہ حروف پیش کئے جاتے ھین جن کا تلفظ غیر معمولی ھے اور جن مین خاص طور پر فارسی تلفظ کا خیال کیا گیا ھے :

d = د ؛ الٹی e (ə) = زبر، جس کا تلفظ فارسی مین کم وبیش "آے" کا ھوتا ھے، جیسے، کرد Kərd، لاله Lalə، گربه gurbə ؛ t = ت ؛ x = خ، جیسے خانه xana ؛ c = چ ؛ ç = ج ؛ h = ح، جیسے این ها inha، حسن Həsən ؛ ş = ش ؛ u = او، جیسے آهو ahu ؛ i = ی، جیسے عنایت Enaiat ؛ q = غ (اس لئے که ایراں اور تاجکستان مین ق کا تلفظ غ کا سا ھوتا ھے) ؛ o = پیش، جیسے گرگ gorg، گلزار golzar ؛ ع کے لئے صرف ایک شوشه کافی سمجھا

گیا، جیسے اعلان e'lan [19]۔

ترکی

وسطی ایشیا کے بعد جس ملک نے رومن رسم خط اختیار کر کے گویا دنیا کی توجہ اپنے ادبیات، تاریخ اور فنون کی طرف مرکوز کی وہ ترکی تھا۔ مصطفےٰ کمال پاشا سنہ ۱۹۲۲ء مین ترکی کے صدر مقرر ہوئے اور اپنا عہدہ سنبھالتے ہی ملک کی ہر جہتی اصلاح کا سوچنے اور اس کی طرف اقدام کرنے لیگے۔ ترکی زبان کو رومن حروف مین ڈھالنے کا جو مقصد تھا وہ خود ان کی زبان سے سن لیجئے:

« ملت ترکیه! آسان رسم خط کو اختیار کر کے تھوڑی سی محنت کے ساتھ جہالت سے آزاد ہو جاؤ اور اپنی خوبصورت زبان کے لئے ایك آسان اور مناسب واسطه اختیار کرو۰۰۰۰ہم نے جدید ترکی حروف کو شہرون اور گاؤن میں، بچون اور بوڑھون پر آزمایا تو معلوم ہوا که یه لوگ تھوڑے ہی سے عرصے مین اپنی پیاری زبان کو سیکھ لیتے ہین ۰۰۰۰ تم خود سوچو که کسی قوم کی ہیئت اجتماعیه کے لئے ۸۰ فی صدی آبادی کا حرف شناس نه ہونا کس قدر عیب کی بات ہے، لیکن اس وقت ہمارے ملك کی یہی کیفیت ہے۔ نئے حروف کو اختیار

۱۹۔ دیکھئے تاجکستان کی Alifbo سنہ ۱۹۳۴ء اور ترکمنستان کی Elifba سنہ ۱۹۳۶ء۔ ہمارے لئے یه حصے خاص دلچسپی کا باعث ہین اس لئے که آذربائجان کا صدر مقام گنجه مشہور فارسی شاعر نظامی گنجوی کا مولد و مسکن تھا، اور تاجکستان و ترکمنستان مین فرغانه خیوا اور بخارا کے علاقے شامل ہین جن کا ہندستان کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ نیز ملاحظه کیجئے راقم الحروف کا مضمون « رومن حروف دوسرے ملکون مین (۲) فارسی » رساله « ہماری زبان » علیگڈھ، ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ع

کرنے سے اکثر دقتین دور ہوجائین گی اور پڑھنا لکھنا عام ہوجائے گا۔[20]
اتا ترک کو اس بات کا اچھی طرح سے احساس تھاکہ رسم خط کی اصلاح خواہ کتنی ھی مفید کیون نہ ہو یہ اتنا آسان کام نہین کہ چشم زدن مین انقلاب ہوجائے بلکہ اسے کئی ارتقائی منزلین طے کرنی پڑین گی، ورنہ اگر سیکڑون برس پرانے حروف کو حکماً بدلا گیا تو سخت بے چینی پیدا ہونے کا اندیشہ ھے۔ اس لئے سب سے پہلے یکم نومبر سنہ ۱۹۲۸ ع کو ایک قانون کے ذریعہ سے بجائے عربی ہندسوں کے یورپی ہندسے یہ کہکر مروج کئے گئے کہ اس سے بین الاقوامی رسل و رسائل اور دادوستد میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اس کے ایک سال بعد یہ حکم نکالا گیا کہ تمام سِوِل اور فوجی ادارون اوران کے علاوہ دوسرے سرکاری وغیر سرکاری ادارون مین رومن لکھاوٹ کی تعلیم دی جانی چاھئے؛ تیسرے مرحلے مین تمام سرکاری کاغذات مین عربی اور رومن دونون رسم خط کا استعمال لازم کردیا گیا، اور مدت تک تمام اخبار اور رسالے دونون لکھاوٹون مین متوازی طورپر چھپتے رھے۔ آخر پورے دس سال کے بعد سنہ ۱۹۳۸ ع مین ترکی زبان کے لئے عربی حروف کی قطعی ممانعت کردی گئی۔[21]

۲۰ - یہ کمال اتاترک کی اس تقریر کا ایک جزو ھے جو انھون نے ۹ آگست سنہ ۱۹۲۸ ع کو کی تھی یہ تقریر ترکی کتاب Tarih ص ۲۵۴ پر چھپی ھے

۲۱ - دیکھیے Kral, Kemal Ataturk's Land ص ٦٦ نئے حرف رائج کرنے کے لئے سنہ ۱۹۳٦ کے بعد اس بارے مین بہت سختیاں کی گئیں اور اس غرض سے کہ نئی پود عربی حروف کو بالکل بھول جاے مدارس سے عربی زبان تک کو خارج کردیا گیا۔ راقم الحروف جب سنہ ۱۹۳۸ میں استنبول میں تھا اس وقت عربی رسم خط کی تعلیم بالکل مسدود تھی مجھ سے پروفیسر مکرمین خلیل نے جو اس زمانے میں استنبول یونیوسٹی میں وسطی زمانے کی ترکی تاریخ کے پروفیسر تھے، کہا تھا کہ دس سال بعد =

اوپر اس کا ذکر کیا جا چکا ھے کہ جتنی زبانیں حال میں رومن حروف کو اختیار کرتی جارھی ھیں ان میں یہ کوشش کی جاتی ھے کہ جہاں تک ھو سکے جیسا لکھا جائے ویسا ھی پڑھا بھی جائے ۔ اسی اصول پر جو حروف ترکی زبان میں ادا نہیں کئے جاتے بلکہ ان کا تلفظ ٹکسالی سے جداگانہ ھے ان کے لئے وہ رومن حروف اختیار کئے ھیں جن کی مناسبت تلفظ سے ھو نہ کہ حرف کی اصلی آواز سے ۔ مثلا ترکی مین ق اور خ کا تلفظ ک اور ح جیسا ھے اور بعض جگہ ب کی آواز پ کی سی نکلتی ھے ، اسی لئے رومن رسم خط اختیار کرنے مین ق اور خ کے لئے کسی حرف کی ضرورت نہین پڑی اور جہان ب کا تلفظ پ کا ھے وھان p رکھا گیا نہ کہ b ۔ اس وقت ،، ینی ترکچہ ،، یعنے نئے ترکی رسم خط مین صرف ۲۳ بنیادی حرف کافی سمجھے گئے ھیں ، اور بعض خاص ترکی آواز؛ن کے لئے شوشے لگادئے گئے ھیں؛ نیز اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ھے کہ ایک آواز کے لئے صرف ایک ھی حرف یا دو حرفون کے ایک مجموعے سے زیادہ نہ ھون .. اس نئے رسم خط مین حسب ذیل حروف ھین :

a, â, b, c, ç, d, e, f, g, ğ, h, i, ı, î, j, k, l, m, n, o, ö, p, r, s, ş, t, u, û, ü, v, y, z.

ترکی زبان اور ترکی کلچر پر اس تبدیلی کا ایک عظیم اثر پڑا ۔ گاؤں گاؤں اور شہر شہر نئے آسان حرف سیکھنے کے لئے مدرسے کھل گئے ۔ اور کہاں تو اس ھجائی انقلاب سے پہلے سنہ ۱۹۲۷ ء مین حرف شناس ترکوں کا تناسب صرف ۷ فیصدی تھا ، اس کے صرف آٹھ سال بعد یعنی سنہ ۱۹۳۹ ء مین ۳۰ فیصدی ترک پڑھنا لکھنا

عربی زبان اور عربی رسم خط از سر نو مدرسوں میں پڑھائے جانے لگیں گے اس لئے کہ اس وقت تک ترک اپنے پرانے رسم خط کو بھول چکے ھونگے ۔ سنہ ۱۹۴۹ ء سے عربی زبان کی تعلیم از سر نو مدرسوں میں جاری ھو گئی ھے ۔ دیکھئے میری کتاب « یورپ جنگ سے پہلے » باب ۳ ۔ ص ۴۳ ۔

سیکھ چکے تھے۔[۲۲] عام خیال یہ ھے کہ رسم خط بدل جانے سے قوم اپنی تاریخ اور کلچر سے بیگانہ ہو جاتی ھے، لیکن جہاں تک ترکون کا تعلق ھے یہ خیال واقعے سے خلاف ھے۔ نئے حروف کا رواج ہوتے ھی ترکی میں یہ تحریک شروع ہوگئی تھی کہ جن ادبی، حکمیاتی، کلچری خزانون سے ترکی زبان بھری ہوئی ھے انہیں نئے ترکی رسم خط مین منتقل کیا جائے تاکہ لوگ ان سے بڑی تعداد مین مستفید ہوسکیں، اور سنہ ۱۹۳۸ اور اس کے بعد کے برسون مین جو تحریک لسانی اعتبار سے سب سے نمایاں تھی وہ یہ تھی کہ ترکی زبان کی ان کتابون کو جو عربی حروف میں ہیں نئے رومن حروف میں منتقل کیا جائے۔

اندونیشی

ترکون کے رومن رسم خط اختیار کرنے کا اثر ڈیڑھ کروڑ آبادی بلکہ اس سے بھی کم نفوس پر پڑا۔ لیکن جب ایشیا کے جنوب ومشرقی گوشے مین اندونیشیا کی سرکاری زبان اس رسم خط میں لکھی جانے لگی تو اس سے تقریبا سات کروڑ نفوس متاثر ہوئے۔ اس مجمع الجزائر میں جو دوھزار سے زیادہ جزیرون پر مشتمل ھے کم وبیش ۲۵ مستقل زبانیں اور ڈھائی سو کے قریب مقامی بولیاں بولی

۲۲۔ ہجائی انقلاب سے پہلے یعنی سنہ ۱۹۲۷ع مین منجملہ ایک کروڑ ۳۶ لاکھ آبادی کے صرف ۱۱ لاکھ ترکی زبان کے رائج الوقت خط یعنی عربی سے واقف تھے۔ اس کے برخلاف رسم خط کے انقلاب کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس وقت ۴۰ فیصد سے زیادہ مرد اور ۱۸ فیصد سے زیادہ عورتین رومن رسم خط سے واقف ہوگئی ہین۔ اسی طرح سنہ ۱۹۲۷ع مین ۳ لاکھ ۳۳ ھزار لڑکے اور ۱۷ ھزار لڑکیان تعلیم پاتے تھے۔ ۱۹۵۰ع مین دس لاکھ لڑکے اور چھ لاکھ لڑکیاں زیر تعلیم تھے دیکھئے Statesman's Year Book سنہ ۱۹۲۸ع اور سنہ ۱۹۵۰ع۔

جاتی ہیں، اورچار پانچ زبانیں تو ایسی ہیں جن میں کافی لٹریچر پایا جاتا ہے۔ پچھلے پچاس ساٹھ سال سے مشرقی سماترا کی زبان (جو کسی زمانے میں اندونیشیا کی سب سے بڑی سلطنت ''سری وجے،، کی زبان تھی) اس مجمع الجزائر مین پھیلنی شروع ہوگئی اور اسکی حیثیت وہی ہوگئی جو چند برس پہلے ہندستان مین اردو زبان کی تھی۔ پچھلی جنگ عظیم مین جب جاپان نے ان جزیرون پر قبضہ کرلیا تو اس زبان کو بڑی تقویت پہونچی اور جب سنہ ۱۹۴۵ ء مین اندونیشیا کی آزادی کا اعلان کیا گیا تو اسے باضابطہ سرکاری زبان قرار دیا گیا۔

اندونیشی لوگ زبان کو مدت سے مرمہ عربی خط مین لکھتے تھے، لیکن ولندیزی زمانے ہی سے رومن خط آہستہ آہستہ رواج پاتا گیا، اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اس خط نے ایک قومی حیثیت اختیار کر لی ہے اور اب اسے بہاسا اندونیشیا کہتے ہین - بعض جزیروں میں اب بھی جاوی اور مرمۂ عربی خط رائج، ہین لیکن تمام جزیرون کی مشترک زبان کا رسم خط اندونیشی یعنی رومن ہی ہے۔ اس کا اسلوب اور تلفظ ایک بڑی حدتک ولندیزی اصول پر مبنی ہے چنانچہ ج کے لئے dj ، خ کے لئے ch ، ش کے لئے sci ، ی کے لئے j ، ہمزہ اور ع کے لئے ، کا استعمال ہوتا ہے، اور چونکہ ڈ اور ٹ کی آوازین اندونیشی مین نہین ہین۔ اس لئے ت کے لئے t ، اور د کے لئے d ، رکھے گئے ہین، اندونیشی ث، ذ، ص، ض، ط، ظ، غ کو عربی مخرج سے نہیں بولتے تھے اس لئے ان حرفون کے واسطے کسی علامت کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔[۲۲] اس سے اس کا اندازہ

۲۳ - مین اندونیشی سفارت خانہ دہلی کا اور خاص طور پر ہز ایکسی لنسی سفیر اندونیشیا کی پرائیوٹ سکریٹری مس مریم صالح کا ممنون ہون کہ انھون نے اندونیشی زبان اور اس کے رسم خط کے متعلق میری معلومات مین معتدبہ اضافہ کیا۔

ہوجائے گا کہ بعض دوسرے ملکون مین رومن حرفون کو اختیار کرنے کے وقت جو اصول برتے گئے ان کی بہ نسبت اندونیشی طرز کار ناقص ھے اس لئے کہ اس مین ولندیزی ھجائی اصول کا اتباع کر کے بعض آوازون کے لئے دو دو حرف مقرر کئے گئے ھیں اور وہ ایسے حرف ھیں کہ ان کی ترکیب سے پہلے کچھ آواز تھی اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھہ ادغام کے بعد ان کی آواز کچھ کی کچھ ھوجاتی ھے، جیسے d صرف د کے لئے تھی اور j ی کے لئے مگر ان دونون کو ملانے سے ایک تیسری آواز ج پیدا ھوئی اور اس طرح ایک بالکل مصنوعی تلفظ پیدا کیا گیا۔ اگر نئے ترکی رسم خط کی طرح رومن حروف اختیار کرنے سے پہلے ایک کمیشن مقرر کردیا جاتا تو یہ اور دوسرے نقائص نہ رھتے اور اندونیشی رسم خط اتنا ھی سائنٹیفک ھو جاتا جیسے تاجکستان اور ترکمنستان یا ترکی کے نئے حروف اور ان کے تلفظ [۲۴]۔

چینی

فارسی بولنے والون، ترکوں اور اندونیشیون نے تو رومن تحریر کو سرکاری طور پر اپنا بنا لیا ھے لیکن ان کے علاوہ بعض دوسری ایسی ایشیائی زبانین ھیں جن کے بولنے والے رومن حروف کو اختیار کرنے کی کوشش میں ھیں

۲۴۔ اندونیشی زبان پر ولندیزی تلفظ کے اصول اس حد تک منطبق کئے گئے کہ ابتدا مین پیش یا واؤ معروف کی آواز کے لئے ولندیزی کی طرح oe رکھا گیا تھا، جیسے moein (معین) لیکن حال مین اسے بدل کر اس آواز کے لئے سادہ u کافی سمجھا گیا ھے۔ دیکھئے راقم الحروف کا مضمون «رومن حروف دوسرے ملکون مین۔ اندونیشیا»، رسالہ «ھماری زبان» علیگڈھ، ۱۵ جون سنہ ۱۹۵۰ ع

صورت حال اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ جو شخص چینی زبان کا ماہر ہونا چاہئے اسے کم و بیش چار ہزار شکلوں پر عبور رکھنا پڑتا ہے جن مین سے بعض مفردھین بعض مرکب - ایک دقت یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ سب شکلیں زیادہ تر خیال نویسی کے اصول پر مبنی ہین اس لئے یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ ان کے شمالی تلفظ سے تو واقف ہو لیکن جنوبی چین جانے پر وہ کچھ پڑھ سکے نہ سمجھ سکے - یہ کیفیت ایک معمولی مثال سے سمجھ میں آجائے گی - کون ایسا ہو گا جو ہندسے «۱» سے واقف نہ ہو گا - اب اردو دان اسے «ایک» پڑھے گا ، فارسی دان «یک» ترکی دان «بر» انگریزی دان one وغیرہ- اور خواہ وہ ریاضی کا کتنا ہی ماہر کیون نہ ہو اگر اسے کسی ملک کی زبان نہیں آتی اور ایک کے لئے اس زبان کے لفظ سے واقف نہیں تو پھر وہ اس اعتبار سے گویا گونگا ہو جائے گا ، حالانکہ اس عدد کی شکل سے وہ پوری طور پر واقف ہو گا - یہی کیفیت چینی زبان کے ہر حرف یا لفظ کی ہے ، اور یہ تعجب خیز نہین کہ چین اور جاپان دونون ملکوں مین رومن رسم خط کی تحریک بہت زور پکڑ رہی ہے چینی زبان کو اس کے ماہر Sir Thomas·Wade نے سب سے پہلے رومنایا اور آواز کے اتارچڑھاؤ کے لئے (جس پر چینی زبان گویا مبنی ہے) بعض علامتوں اور ہندسوں کا استعمال کیا- سرکاری طور پر یہ تحریک کہ چینی آوازون کے لئے رومن حروف معین کئے جائین ، سنہ ۱۹۱۸ ع مین شروع ہو گئی اور اس کے لئے خاص اصول بنائے گئے - سنہ ۱۹۲۸ ع مین چینی وزارت تعلیمات نے ان پر مکمل نظر ثانی کر کے ایک نظام تیار کر لیا جسے Gwoyen Romatzyh «قومی زبان کا رومنانا» کہتے ہین ، اور بہت سے اخبار رسالے اور کتابین اسی مین چھپنے لگے ہین - چین کے کمیونسٹ

« عوامی جمہوریے » کے بر سر اقتدار ہوتے ہی اس نے اس تحریک پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی کہ چینی زبان کو سرکاری اغراض کے لئے بالکل رومنا دیا جائے اور کم سے کم تمام سرکاری کاروبار اسی رسم خط مین ہوا کرے۔ اگر چینی زبان کے لئے رومن حروف کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا گیا تو اس مین چار چاند لگ جائین گے اور دنیا کی ایک نہایت قدیم اور بڑی بڑی روایات کی حامل زبان نہ صرف غیرون کے لئے بلکہ اپنوں کے لئے بھی کھل جائے گی [۲۵]۔

ہندستان اور رومن لکھاوٹ

رومن رسم خط کی تحریک مین ہمارا ملک کسی سے پیچھے نہین رہا ہے اور اس کے بہت سے حصوں مین متعدد ایسی انجمنین بن گئی ہیں جو اس کی مختلف زبانوں کو رومن جامہ پہنانا چاہتی ہیں۔ ان انجمنوں مین شاید سب سے اہم کلکتے کی انجمن ” رومک لپی سمیتی ،، ہے جس کے صدر کلکتہ یونیورسٹی کے صوتیات کے پروفیسر شری سونیتی کمار چڑجی ہیں۔ حال ہی مین سمتی کے سکریٹری شری پھندرا ناتھ سیٹھ نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہندستان کے مختلف حصون مین جو تنوع دکھائی دیتا ہے اس کے اندر ایک وحدت چھپی ہوئی ہے اور ملک کے ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ اس ایکتا کو مستحکم کرنے مین مدد دے۔ ان کے نزدیک یہ مقصد ایک حد تک اس سے پورا ہو سکتا ہے کہ تمام ہندستان کی زبانیں ایک ہی

۲۵ دیکھئے V. Simon, The New Official Chinese Script لندن سنہ ۱۹۴۲ جاپانون نے بھی ۴۷ علامتون کے، ہوتے ہوئے جن کے ذریعہ سے یہ زبان لکھی جاتی ہے، اپنی زبان کو رومنانے کی کوشش کی ہے۔ دیکھئے Nippon-no-Romazi-Syn (Crammar of Colloquial Japanese) ۔ مین جناب سجاد مرزا کا ممنون ہون کہ انھوں نے مہربانی کر کے یہ دونوں کتابین عاریۃ میرے حوالہ کردین جس کی وجہ سے مجھے یہ پارا لکھنے مین بہت آسانی ہو گئی

خط مین لکھی جائیں اورشری سیٹھ کے نزدیک اس کام کے لئے رومن لپی سے بہتر دوسری کوئی لپی نہین ہوسکتی - اپنے اس دعوے کے ثبوت مین انہون نے جو دلیلین پیش کی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) جتنی لپیان اس وقت رائج ہین ان سب میں آسان رومن لپی ھے اس لئے کہ:

(الف) اس کے حرفون کی شکلین نہایت سادہ ہیں اور ان مین کبھی تبدیلی نہین ہوتی؛

(ب) اس لپی مین کوئی سن یکتا کشر نہین ھے؛

(پ) حرفون کی شکلین ایک دوسرے سے کافی مختلف ہین اور ان مین آپس مین التباس ممکن نہیں؛

(ت) ان حرفون کو کافی تیزی سے لکھا جاسکتا ھے؛

(ٹ) کوئی حرف (دیوناگری یا اس کی مماثل لپیون کے برخلاف) اصلا متحرک نہین؛

(ث) حرفون کی ساخت ایسی ھے کہ چھوٹے چھوٹے فاؤنٹ میں بھی ایک ایک حرف الگ صاف نظر آتا ھے۔

(۲) ان باتون کا لحاظ رکھنے پر اس کا اندازہ ہوجائے گا کہ ہماری قومی زندگی کے قیام اوراستحکام کے لئے رومن حرف نہایت کار آمد ثابت ہون گے۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ:

(الف) تجربے سے یہ ثابت ہو گیا ھے کہ بچے ہوں یا بڑے، سب ہی اس رسم خط کے زریعہ سے اپنی مادری زبان سیکھ سکتے ہیں؛

(ب) اس کو اختیار کرنے سے روپیہ اور وقت دونون میں کفایت ہوگی، اس

لئے که هندوستان کی سب زبانین چھاپنے کے لئے (بڑے اور چھوٹے دونوں طرح کے حرفون کے واسطے) پچاس سے زیاده شکلون کی ضرورت نه پڑے گی، حالانکه دیوناگری مین جوملک کا سب سے زیاده رائج رسم خط ھے، تقریبا ۴۵۰ شکلین درکار ھوتی ھین؛

(پ) اس کی شدید ضرورت ھے که جہان تک ھو سکے ملک کے ۸۵ فیصد ان پڑھون کو پڑھایا جاسکے اور اس کے لئے ھندستان کی تمام لپیون سے زیاده آسان اور ساده لپی رومن ھی ھے۔

(۳) اس سے کون واقف نہین که متمدن دنیا کے ایک بڑے حصے مین یه رسم خط رائج ھے اس لئے اگر ھم نے اسے اختیار کرلیا تو:

(الف) دنیا کے ایک بڑے حصے سے ھمارا براه راست ربط ھو جائے گا؛

(ب) ان زبانون کو ھم آسانی سے سیکھ سکین گے جو رومن حروف مین لکھی جاتی ھیں؛

(پ) ٹائپ رائٹر مشی نکالنے کی مشینون وغیره کو زیاده آسانی سے استعمال کرسکیں گے؛

(ت) مورس کوڈ جو بین اقوامی طور پر تار دینے مین استعمال ھوتا ھے، اسے ھم فورا ھندستانی زبانون کے لئے رائج کرسکیں گے۔

(۴) اس رسم خط کے اختیار کرنے سے وه اجنبیت دور ھو جائے گی جو مختلف زبانون کے درمیان اس وقت موجود ھے اور بہت سے لفظ ان زبانون مین مشترک طرر پر رائج ھو جائین گے۔

(۵) حقیقت یه ھے که سوائے جذبات کے اور کوئی دلیل اس رسم خط کو اختیار

کرنے کے خلاف پیش کی جاسکتی ،،[٢٦] اس مضمون کے ایک اہم حصے کا ترجمہ یہاں اس لئے دیا گیا ھے کہ اس سے بہتر طریقے پر یہ مقدمہ پیش نہین کیا جاسکتا ان اہم باتون کے علاوہ بعض باتین ایسی ھین جو رومک لپی سمیتی کے فاضل سکریٹری کے دھیان سے اتر گئی ہونگی۔ لیکن رومن رسم خط کی ترویج کے سلسلے مین خصوصاً اردو کے اعتبار سے نہایت اہم ھین ایک تو یہ کہ آج سے نہین بلکہ مدت دراز سے ہندستان کے فوجیوں کو ، خواہ وہ کشمیر سے آئے ہون یا راس کماری سے، اردو زبان اور رومن خط ھی کے ذریعے سے تعلیم دی جاتی تھی ۔ آزادی ملنے کے بعد اردو بدل کر « ہندستانی » کر دی گئی ، اور یہ ہندستانی رومن رسم خط مین پڑھائی جانے لگی ۔ یہ بات دلچسپی کا باعث ہو گی کہ پچھلی جنگ عظیم مین انگریزون نے اپنے مقصد کی تبلیغ اور تشہیر کے لئے اردو مین جو لٹریچر شائع کیا ، خواہ وہ تصویر دار اخبارون کی شکل مین ہو یا پھر رسالون یا کتابون کی شکل مین ، اس مین سے زیادہ تر رومن حروف مین چھاپا جاتا اور ریل کی بکسٹالون مین ھاتھون ھاتھ بک جاتا ۔

رومن اردو

اردو زبان کو انگریزون نے سب سے پہلے خود اپنے اغراض کے لئے رومن قالب

[٢٦]. A Roman Alphabet for India ص ٢-٤

[٢٧]. دیکھئے Captain Vasudeva, Alphabetical Charts fcr Roman Urdu, sanctioned by Army HQ. in India, Bombay, 1949; Captain Vasudeva, Hindistani for the Indian Army Recruits, Test for non-Hindustani Speakers, Vol. I, Bombay, 1949.

ان کتابون کی زبان نہایت سادہ ھے اور چونکہ تلفظ کا دار مدار استاد کی زبانی تعلیم پر رکھا گیا ھے اس لئے اس کی باریکیون پر دھیان نہیں دیا گیا، یہان تک کہ ت اور ٹ ، د اور ڈ میں بھی فرق نہیں رکھا گیا ۔

هین ڈھالا تھا - شاید جس مطبوعہ کتاب میں اردو کے لئے رومن خط کا سب سے
پہلا استعمال ہوا وہ Gilchrist, English and Hindoostanee Dictionary
تھی جسے ہندستان کے قائم مقام گورنر جنرل سر جان میک فرسن کے نام پر معنون
کیا گیا تھا - اس کی پہلی اڈیشن سنہ ۱۷۸۶ مین اور دوسری اڈیشن سنہ ۱۷۹۸ میں
کلکتہ سے نکلی - اس مین اردو تلفظ کے لئے جو رومن حروف مقرر کئے گئے
ان میں سے غیر مانوس علامتیں حسب ذیل ہین :

حروف علت : (زبر) u ‘ (او) oo ، (زیر) i ‘ (ای) ee-

حروف صحیح : (خ) kh ، (ح ، ہ) h ، (گھ) g’h ‘ غ gh ‘ ڈ d ‘ (د) ď ‘ (چ)
ch ‘ (ت) t ‘ (س ، ص) s ‘ (ڑ) r ، (ق) q ‘ (ن غنہ) n’ ، (کھ) k’h ‘ (ٹ)
t - اس میں جو بات خاص طور پر لحاظ کے قابل ھے وہ دوھرے o کا
او کے لئے اور اکھرے u کا زبر کے لئے استعمال ھے - اسی طرح ڈ ، ن غنہ ، ٹ ،
ڑ کی آوازون کے لئے d’ n’ t’ r’ پر شوشے لگادئے گئے هیں ؛ نیز خ اور غ کے
لئے kh, gh بغیر کسی علامت کے رکھے گئے هیں ، لیکن کھ اور گھ کے واسطے
h سے پہلے k اور g کے بعد ایک شوشہ لگادیا ھے[۲۸] - سو برس بلکہ اس سے بھی
زیادہ مدت تک اردو کو رومن مین لکھنے کے اصول یہی رھے اور اگر تبدیلیاں
ھوئیں تو وہ بھی بعض فروعی تھیں ، مثلاً Thompson, Oordoo-English
Dictionary جسے ممالک مغربی و شمالی (حال اترپردیس) کے لفٹنٹ گورنر سر
چارلس میٹ کاف کے نام پر معنون کیا گیا ھے اور جو سنہ ۱۸۳۷ مین سیرامپور میں
چھپی ، ھے اس مین ق کے لئے نقطہ دار k اور خ کے لئے خط کشیدہ <u>kh</u> رکھا

۲۸ - ملاحظہ کیجئے :

تیزی tezee ، پھراؤ p, hira’o ، اڈا udda بھورا b, hoora

گیا ھے ، ورنہ حروف علت کے اعتبار سے اس مین اور گل-گرسٹ والی ڈکشنری
مین کوئی خاص فرق نہین -

عیسائی مشن

اردو کے لئے رومن رسم خط کی اشاعت میں عیسائی مشن اورعیسائی مذھب
والون کا بھی بہت بڑا حصہ ھے - حقیقت یہ ھے کہ ھندستانی آبادی کے ایک بڑے
طبقے ، یعنی ان عیسائیون نے جن کی مادری زبان اردو تھی ، بغیر کسی دشواری
کے آپس کی خط و کتابت کے لئے یہ طریقہ اختیار کرلیا اور ان کے لئے توریت ،
انجیل ، زبور اور دوسری کتابین نہایت خوش اسلوبی اور صحت کے ساتھ چھپنے
لگین - چونکہ تعلیم کو عام کرنا تھا اس لئے اس لٹریچر میں جو اس طبقے کے
لئے تیار ھوا ، غیر مانوس علامتین کم سے کم رکھی گئین ، اور عام طور پر
صرف چند اشارون ھی پرا کتفا کیا گیا - مثال کے طور پر متی کی انجیل کی ایک
عبارت ملاحظہ ھو اور غور فرمایا جائے کہ اس کی زبان بہت صاف ھے اور گو املا
کے اعتبار سے کہیں کہیں التباس ھے لیکن پڑھنے مین دقت نہین ھوتی :

Yesŭ ke pairawon ki mubara'rakha'li':

3. Muba'rak hain wuh jo dil ke garib hain, kyŭnki a'sma'n ki' ba'dsha'hat unhin ki' hai.

4. Muba'rak hain wuh jo gamgi'n hain, kyu'nki wuh tasalli' pa'-enge,

5. Muba'rak hain wuh jo hali'm hain, kyu'nki wuh zami'n ke' wa'ris honge.

6. Muba'rak hain wuh jo ra'stba'zi' ke bhu'ke aur piya'se hain, kyu'nki wuh a'su'da honge ۲۹.

---

۲۹. Kitab-i Muqaddas, yane Purana aur Naya 'ahdnama; London and Foreign Bible Society, London, 1914; Mati, V, 3-5

کتاب مقدس مین طویل حروف علت پر صرف ایک شوشه دیا گیا ھے، غ کے لئے g کے پیٹ مین ایک نقطه لگا دیا گیا ھے، ع کے لئے ایک و کافی سمجھا گیا ھے، ق کے لئے q کا استعمال شروع ھوگیا ھے۔ ساتھ ھی ح اور ہ کے تلفظ مین یا پھر ھمزہ اور ع کی آواز مین کوئی فرق رکھا گیا ھے۔ اصل میں مطلب یه تھا که کسی نه کسی طرح سے تحریر کو سھل اور عام فہم کر دیا جاے تاکه عیسائی طبقے مین حرف شناسی عام ھو جاے۔

رومن میں عربی فارسی اردو تلفظ کی ادائگی

اردو زبان کے لئے رومن حروف کو رواج دینے کا مقصد زیادہ تر یه تھا که انگریز بغیر اردو رسم خط سیکھے ھوے اس زباں سے آشنا ھوجائین، اور خود اردودان طبقے میں یه تحریک بالکل غیر مقبول رھی۔ ادھر ھندستان مین یورپی اعلام اور اصطلاحات کو اردو رسم خط مین لکھنے کی کوشش ھو رھی تھی، ادھر یورپی محقق امتیازی علامات لگا کر رومن حروف کے ذریعے سے اردو اور دوسری مشرقی زبانون کے صحیح تلفظ کا اظہار کرنے کی سعی کر رھے تھے اردو زبان اور اس کے اصلی تلفظ کو سائنٹفک طور پر رومن حروف مین لکھنے کا سہرا سر ولیم گریرسن کے سر ھے جنھوں نے اپنی عظیم الشان کتاب ”ھندستان کی لسانیاتی پیمایش“ کی نویں جلد کے پہلے حصے مین اردو، ھندی، ھندستانی کے صحیح تلفظ کو رومن حرفوں مین ظاھر کیا ھے جس محنت اور کاوش سے یه کتاب لکھی گئی ھے وہ اس سے ظاھر ھوگی که اس ایک جلد میں جس کے ۷۲۳ صفحے ھین صرف ھماری زبان کی مختلف بولیون کا تلفظ رومن رسم خط میں دکھایا گیا ھے ۳۰

۳۰- Grierson, Linguistic Survey of India, Vol. IX, Part 1 (Specimens of Western Hindi and Panjabi).

فاضل مؤلف کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ صرف چند علامات دے کر پیچیدہ سے پیچیدہ اردو، ہندی ہندستانی الفاظ کو کسی نئی غیر مانوس شکل کا اضافہ کئے بغیر رومن رسم خط کا جامہ پہنا دیا ہے اور اس میں عربی، فارسی، سنسکرت مخارج سب کے لئے علامات مقرر کردی ہیں گریرسن کی کوشش یہ ہے کہ صرف تلفظ ہی نہین بلکہ اصل مخرج بھی ظاہر ہو، چنانچہ اس نے کہیں رومن حرف کے اوپر کہیں نیچے نقطے لگا کر یا لکیر کھینچ کر، کہین دو حرفون کو ایک دوسرے کے ساتھ مدغم کر کے ایک مکمل رسم خط بنایا ہے اور ایسی باریکیان جیسے ث، ص، ط، ظ اور دوسرے حروف کے اصلی تلفظ میں ہیں انہیں بھی اس کے ذریعے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مین شبہ نہین کہ علمی اعتبار سے یہ رسم خط بالکل مکمل ہے اس لئے کہ اس میں تلفظ اور اصل مخرج دونون کا لحاظ کیا گیا ہے، مگر اس کا نظام ایسا نہین کہ جس کے لکھنے یا جس کے چھاپنے مین آسانی ہو بلکہ پیچیدگی شاید پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے[31]۔

ٹائپ سے تعصب

لیکن رومن حروف کو انگریزوں کا آلہ کار یا حربہ سمجھنے کی وجہ سے ہندستانیوں کی ہمدردیان رومن رسم خط سے ہٹنے لگیں، اور ایک زمانہ وہ آیا کہ اردو دان طبقے مین رومن رسم خط کی تحریک بالکل مردہ ہو گئی۔ ساتھ ہی ساتھ تعلیم کے پھیلاؤ، عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام، اور اخبارات اور رسائل کے بہتر اور زیادہ تعداد میں

۳۱۔
b ‘h j, d, z, r, s, f, q, k, g, l, m, m, u, w, y,
ṭ, ṣ, ḥ, ṛ, s̤, ẓ, ṭ, z̤, ḍ,
ch, kh, zh, sh, gh, h̄,
a, ā, i, ī, u, ū, e, ē, ai, o, au.

چھپنے کی روز افزون ضرورت کے باعث یہ محسوس ہونے لگا کہ پتھر کا چھاپا عصری ضروریات کے لئے قطعا ناقص ھے - مگر تعصبات آسانی کے ساتھ نہین مٹتے بعض لوگوں کے خیال کے بموجب عثمانیہ یونیورسٹی کے دار الترجمۃ کے پہلے دور کی ناکامی کا بہت بڑا سبب یہی ھے کہ کم و بیش ۳۰ برس تک وہ لوھے کے چھاپے کے خلاف تعصب کا شکار رہا۔ آخر سر اکبر حیدری مرحوم نے اپنی بالغ نظری اور دور اندیشی سے اس کو بھانپ لیا کہ پتھر کے چھاپے کی جگہ ٹائپ کا استعمال ناگریز ھے، چنانچہ انھون نے نستعلیق ٹائپ پر اپنی تمام تر توجہ مبذول کی اور اس پر بے شمار روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن تجارتی اعتبار سے وہ قطعا ناکام ثابت ہوا اس پر سر شاہ محمد سلیمان مرحوم اور سجاد مرزا صاحب نے اردو کے لئے اصلاحی رسم خط ایجاد کئے - اور دار الطبع سرکار عالی نے بھی مجیدی اور عثمانی خط رائج کرنے کی کوشش کی لیکن باوجود حرفوں کی شکلون کی تعداد مین کمی کے وہ بھی نہ چل سکے، اور اس تمام کوشش کا نتیجہ یہ ھے کہ ہم جہان تھے وھین ھین اور ھمارے اخبارات، ھمارے رسالے اور ھماری کتابین سب کی سب اسی پرانے دقیانوسی پتھرون پر چھپی رھیں جس کی وجہ سے زبان کی ترقی رکی ہوئی ھے ۳۲ -

۳۲ - دیکھئے سر شاہ محمد سلیمان صاحب کا خطبہ تقسیم اسناد جو انھون نے عثمانیہ یونیورسٹی کی کانووکیشین کے موقع پر سنہ ۱۹۳۷ع مین دیا - یہ اسکیم اس کے ص ۱۵ پر درج ھے، سجاد مرزا صاحب کے «بنیادی خط» کے لئے دیکھئے اس رسالے کا باب ۱، ص ۲۳ وغیرہ چھپائی کے اعتبار سے مجیدی اور عثمانی ٹائپ مین شکلوں کی تعداد نسخ اور نستعلیق دونون سے کم ھے یعنی عثمانی خط کے ۱۸ پائیٹ کے فاونٹ مین ۹۰ شکلین اور ۱۴ پائیٹ کے مجیدی مین ۱۷۵ شکلین، لیکن دونون مین سے ایک بھی رائج نہ ہو سکا - اس لئے کہ ایک تو اس لکھاوٹ سے اردو دان طبقہ مانوس نہ تھا - دوسرے اگر اعراب کی ۲۲ شکلین بھی بڑھائی جائین تو جملہ شکلون کی تعداد ۱۱۲ اور ۱۹۷ ہو جاتی ھے -

ہمارا دعوی ہمیشہ یہ رہا ھے کہ اردو زبان تمام ھندستان مین بولی اور سمجھی جاتی ھے اس لئے اسے ایک کل ھند زبان کہلانے جانے کا حق ھے، لیکن ھم نے شاید کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ اس کے لکھنے پڑھنے والے کتنے ھین بمبئی کا اردودان عام طور پر گجراتی رسم خط میں اپنی بولی لکھتا ھے، بنگال والا بنگالی اور اڑیسہ والا اڑیہ لپی مین اردو کو لکھتا ھے؛ اترپردیش میں تو مدت سے یہ زبان اردو اور ھندی دونون حروف مین لکھی جاتی ھے - حقیقت یہ ھے کہ اردو زبان شاید اردو رسم خط کی مشکلات کی وجہ سے ھندستان کے بعض محدود حصون کے اب کہیں بھی اس خط مین نہیں لکھی جاتی اردو والون کا یہ کہنا ھے کہ ھماری زبان مین غیر مانوس الفاظ کو بے تحاشا ٹھوسا جارھا ھے میں ان سے عرض کرون گا کہ جب تک کم سے کم جزوی طور پر ھم ایسا رسم خط اختیار نہ کرین گے جسے دوسری زبانون والے آسانی سے پڑھ سکھیں، اس وقت تک ھماری تحریرین، ھماری کتابین اور ھماری الفاظ صدا بصحرا ثابت ھو کر رہ جائین گے ھماری کیفیت تو وھی ھے کہ.

ھو تالاب مین مچھلیاں کچھ فراھم   وھی ان کی دنیا وھی ان کا عالم

ھم مگن ھیں کہ ھماری زبان ھندستان کی زبانون میں سب سے سلیس، سب سے میٹھی سب سے سریلی، سب سے عام فہم اور سب سے آسان ھے لیکن ھم جس رسم خط مین اپنی خوبیون کا عملی پرچار کرتے ھین انہین سوائے خود اپنے آپ کے کوئی دوسرا نہین پڑھ سکتا اور ھم کسی دوسرے پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتے -

رومن رسم خط کی تحریک کا احیاء

یہ وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے بعض اردو پریمیون میں یہ خیال پیدا ھوا کہ

رومن رسم خط کی تحریک کا احیاء کیا جائے اور موجودہ رسم خط کے متوازی رومن رسم خط کی محدود ترویج پر غور کیا جائے ۔ ساتھ ھی جہان تک ھو سکے کم سے کم نئی علامات کام مین لائی جائین تا کہ مبتدی کے لئے زبان سیکھنے مین آسانی ھو اس تحریک کو مزید قوت اس وقت پیدا ھوئی جب ترکون نے اپنی زبان کا رسم خط رومن کر دیا گو پہلے تو ھمارے لوگ اس تبدیلی کو مشتبہ نظر سے دیکھنے لگے مگر پھر جب ترکی زبان نے اس اصلاح کے بعد ترقی کرنی شروع کی اور نئے رسم خط کے ذریعے سے پڑھے لکھون کا تناسب کہان سے کہان پھونچا تو اردو والے سوچنے لگے کہ ھمارے رسم خط ھی مین کمی ھو گی کہ نہ اس کے ذریعے سے تعلیم عام ھوتی ھے ، نہ اس کے اخبارون اور رسالوں کا مقابلہ ھندستان کی دوسری معمولی زبان کے اخباروں اور رسالون سے کیا جا سکتا ھے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ جس طرح سب سے پہلے اردو رسم خط کی اصلاح کی تحریک حیدرآباد سے اٹھی تھی اسی طرح حال مین رومن رسم خط کے احیاء کا خیال بھی حیدرآباد ھی سے اٹھا اور سنہ ۱۹۴۷ءمین سجاد مرزا صاحب نے انجمن ترقی اردو کو اس کی طرف توجہ دلائی اس تحریک پر اس انجمن نے ایک کمیٹی مقرر کی کہ اردو زبان کے صحیح تلفظ کے اعتبار سے رومن حروف کی شکلین اور ان کی قدرین مقرر کرے۔ اس کمیٹی کے داعی جناب سجاد مرزا اور ممبر ڈاکٹر عبد الستار صدیقی ، پنڈت برج موھن دتاتریہ کیفی اور پروفیسر نعیم الرحمن تھے لیکن ھندستان کی تقسیم اور بعد کے سیاسی بحران کی وجہ سے معاملہ وھاں کا وھین رھا اور اس کمیٹی کی کار روائی کو آگے بڑھانے کی نوبت نہین آئی [۳۳] ۔

۳۳ ۔ اس کمیٹی کا بظاھر کبھی باضابطہ اجلاس نہن ھوا بلکہ جتنے بھی مسئلے پیدا ھوئے ان

رومن اردو رسم خط

حالات کے ایک حدتک سدھرنے کے بعد اس مسئلہ کو پھر اٹھایا گیا اور انجمن ترقی اردو حیدراباد کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ موجودہ اردو رسم خط کے متوازی رومن حروف کی قدرین اردو زبان کے تلفظ اور اس کی ھیئت کے اعتبار سے مقرر کرے۔ انجمن نے کام اس اھم کام کے لئے ایک ذیلی مجلس مقرر کی، جس نے کئی جلسے کر کے نیچے لکھی ہوئی اسکیم منظور کی۔ اس ذیلی مجلس مین تقریبا ھر نقطۂ نظر کے اصحاب شامل تھے اور کبھی کبھی بعض دوسرے اہل رائے صاحبان کو بھی شامل کر لیا جاتا تھا۔ [۲۴] مجلس میں ہر تلفظ اور ہر حرف کی آواز کا تعین کرنے سے پہلے سیر حاصل بحث کی گئی اور کسی بات کو نظرانداز

سب کو خط و کتابت کے ذریعے سے طے کرنے کی کوشش کی گئی۔ بعض حروف کے تعین میں آخر تک اختلاف رھا۔ واضح ہو کہ سنہ ۱۹۴۹ع مین راقم الحروف ایک مختصر رسالہ Some Points for and against the Adoption of Hindi, Urdu and Roman Scripts for the National Language of India. طبع کرا کر هندستانی کی مجلس دستور ساز کے جملہ ممبرون کے پاس گشت کرایا اس کے جواب مین بعض نہایت موقر اصحاب کے پاس سے امید افزا جوابات بھی موصول ہوئے نتیجہ جو نکلنا تھا وھی نکلا، اور دیوناگری لپی کو «سرکاری رسم خط» کی طور پر اختیار کر لیا گیا۔

۲۴۔ اس کمیٹی کے مستقل ممبر ڈاکٹر یزدانی، ڈاکٹر جعفر حسن، پروفیسر عبدالقادر سروری پروفیسر حبیب الرحمن، جناب سجاد مرزا اور راقم الحروف تھے لیکن بعض مرتبہ دوسرے اصحاب سے بھی رائے لی جاتی تھی جن مین نواب سعید جنگ بہادر، نواب احمد جنگ بہادر اور جناب ساجد علی خاص طور پر ذکر کے قابل ھین۔

نہیں کیا گیا - اس کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ باوجودیکہ بعض مباحث میں اختلاف کی
بڑی گنجائش تھی اور اختلافات کیے بھی گئے لیکن آخرکار جو بھی طے کیا
گیا وہ کامل اتفاق رائے سے طے کیا گیا - اس کمیٹی نے جو اسکیم بنائی وہ حسب
ذیل ہے :—

(۱) صحیح اور نیم صحیح حروف :-

الف a ؛ ب b ؛ پ p ؛ ت t ؛ ٹ t′ ؛ ث ، س ، ص s ؛ ج j ؛ چ c ؛
ح ، ہ h ؛ خ x ؛ د d ؛ ڈ d′ ؛ ذ ، ز ، ض ظ z ؛ ر r ؛ ڑ r′ ؛ ژ z′ ؛
ش s′ ؛ غ g′ ؛ ف f ؛ ق q ؛ ک k ؛ ل L ؛ م m ؛ ن n ؛ نون غنہ n′ ؛
و v,w ؛ ی y ؛ ع ‘ ؛

(۲) اعراب اور طویل آوازین :-

زبر a ؛ زیر i ؛ پیش u ؛ آ a′ ؛ ای i′ ؛ او u′ ؛ اے e′ ؛ او o -

اس مجمل اسکیم کے علاوہ اس کمیٹی نے حسب ذیل باتین بھی طے کین :

۱ - انگریزی زبان مین بڑے اور چھوٹے حرفون کی شکلون مین فرق کیا جاتا ہے
اور ان کے استعمال کے لئے خاص قاعدے مقرر ہیں ؛ ہمین اردو مین اس فرق کو
قائم رکھنے کی ضرورت نہین - ہاں اگر کوئی چاہے تو محض آرائشی اغراض
کے لئے بڑے حرف استعمال کرسکتا ہے بشرطیکہ ان کی شکل وہی ہو جو چھوٹے
حرفون کی ہوتی ہے -

۲ - اسی طرح رومن اردو کے لئے یہ بھی ضروری نہین کہ ہاتھ سے لکھنے کے
حروف علیحدہ ہون اور چھاپے یا ٹائپ کے حروف علیحدہ ، اس فرق کو بھی
جہان تک ہوسکے مٹانا چاہئے -

٤ - انگریزی زبان میں اوقاف کی جو علامتیں استعمال ہوتی ہیں انہیں ہمیں اختیار کرلینا چاہئے۔

٤ - انگریزی حروف تہجی میں دھرے حروف علت بھی ہوتے ہیں جنہیں Diphthong کہتے ہیں؛ اردو میں ہر لفظ کی آواز کے مطابق بشرط ضرورت «جیسا بولو ویسا لکھو» کے اصول پر عمل کرنا چاہئے۔

رومن اردو رسم خط کا تجزیہ

اس اسکیم مین بعض باتین خاص طور پر قابل لحاظ ہین۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کمیٹی کے ممبروں کا یہ خیال ہرگز نہین تھا کہ موجودہ اردو رسم خط کی جگہ اس رسم خط کو اختیار کیا جائے۔ اس اسکیم کی جو تمہید اس کے سکریٹری جناب حبیب الرحمن صاحب نے لکھی ہے اس کے چند فقرے اس مسئلے پر روشنی ڈالنے کے لیئے کافی ہونگے۔ وہ فرماتے ہین کہ:

«اردو کو رومن رسم خط میں لکھنے کا طریقہ کوئی نئی بات نہین ہے۔ سالہا سال سے ہندستانی فوجون اور یہان کے انگریز افسرون مین اردو زبان اس لکھاوٹ کے ذریعہ سے جاری تھی اور اب بھی جاری ہے۔ ہندستانی فوج کا مسلمہ اخبار جن مختلف زبانون مین چھاپا جاتا ہے ان مین ایک اردو بھی ہے اور اس غرض کے لئے جو لکھاوٹ استعمال کی جاتی ہے وہ اردو بھی ہے اور رومن بھی۔ ہندستان مین ایسے اینگو انڈین اور ہندستانی عیسائیوں کی خاصی تعداد ہے جن کی مادری زبان انگریزی ہے لیکن جنہین بازارون مین اپنے روز مرہ کاروبار کے لئے اردو بول چال ہی سے کام لینا پڑتا ہے۔ آبادی کے ایسے تمام طبقوں میں اردو زبان اور لٹریچر

کو مقبول بنانے کے لئے رومن لکھاوٹ کا استعمال ضروری ھے - مزید برآن جو غیر ملکی اشخاص ھندستان کی عام بول چال یعنی اردو سیکھنا چاھین ان کے لئے بھی آسانی اسی میں ھے کہ انھین رومن حرفون میں انھین یہ زبان سکھائی جائے کیونکہ وہ پہلے سے ان حرفون کو جانتے ھین .... بہر حال اردو زبان کو پھیلانے کے طریقون مین سے یہ ایک اھم طریقہ ھے ...»

اس اسکیم کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ھوگا کہ اس مین صرف پچیس بنیادی حرفون سے کام لیا گیا ھے اور خصوصی تلفظ اور تمام طویل آوازون کے لئے صرف ایک ھی چھوٹے سے نشان کا استعمال کیا گیا ھے جس کے بنیادی حرف پر لگانے سے اس حرف کی اواز بدل جاتی ھے، اور یہ بات اسے بہت سی دوسری لپیوں سے ممتاز کرتی ھے - یون تو چھاپے کے لئے ٹائپ ڈھالنے مین صرف ۲۵ حروف ھی درکار ھون گے، لیکن بالفرض نشاندار حروف کو علحیدہ بھی ڈھالا جائے پھر بھی نئے اردو رسم خط شکلون کی کی تعداد ۳۴ سے نہیں بڑھے گی - یہ بات قابل لحاظ ھے کہ رومن اردو رسم خط سیکھنا انگریزی سے بھی زیادہ آسانی ھوجائے گا، اس لئے کہ بڑے اور چھوٹے حرفن مین فوق باقی نہین رھے گا، اور ساتھ ھی مطمح نظر یہی رھے گا کہ لکھاوٹ اور چھاپے کے حرف ایک ھی وضع کے ھون! -

ایک بات جو خاص طرر پر غور طلب ھے وہ یہ ھے کہ تمام دوسری زبانون کی طرح جنھون نے رومن رسم خط کو اپنا بنا لیا ھے، اس نئے اردو رسم خط مین بھی کسی لفظ کی اصل پر زور نہین دیا گیا بلکہ صوتیاتی اصول پر تلفظ کے لئے حروف کا تعین کیا گیا ھے، چنانچہ جب ھم اپنی بول چال میں ث - س - ص - یا ذ - ز - ض، ظ کا فرق نہین کرتے اسی طرح تحریر مین بھی ان کی باریکیاں رسم خط کے

لئے بوجھل اور غیر ضروری سمجھی گئیں، یہ محتاج بیان نہیں کہ ان تمام اسباب کی وجہ سے رومن اردو رسم خط بنیادی تعلیم اور غیروں کو اردو سکھانے کے لئے آسان ہے، اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ مبتدی خواہ بچہ ہو یا بڑا، اس کے لئے نیا رسم خط سیکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ لگے گا - اسے جزوی طور پر اختیار کرنے کا ایک بدیہی نیتجہ یہ بھی نکلے گا کہ ہماری بول چال ہی نہین بلکہ ادبیات کا بھی ہندستان کے ہر حصے مین پھیلاؤ ہو جائے گا اور اس سے اردو زبان کا اثر دوسری بولیوں پر پڑنا ناگزیر ہو جائے گا۔

جو اسکیم انجمن ترقی اردو، حیدرآباد، نے تیار کی ہے اسے حرف آخر نہین سمجھنا چاہئے؛ اگر اردو جنتا اصول سے متفق ہو تو تفصیلین طے کرنے کے لئے کل ہند اساس پر ایک کمیٹی مقرر کی جاسکتی ہے۔

بہرحال، اس مین تو شبہ نہیں کہ اردو لپی کوئی بھی ہو، لیتھو کے چھاپے کو تو فی الفور خیر باد کہنا چاہئے، ورنہ وہ دن دور نہین کہ ہم فخر کیا کرین کہ اردو ہندستان مین سب سے زیادہ بولی جاتی ہے، مگر اس کو لکھنے پڑھنے والا ملک مین کوئی بھی نہ رہے۔

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 46702
17.7.63
SRINAGAR
ALLAMA IQBAL LIBRARY
46702

اس کتاب اردو رسم خط کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔
اور زیادہ زور رومن رسم خط پر دیا گیا ہے۔ جب کہ مصنف کو چاہیے
یہ تھا کہ اس عنوان کے تحت اردو رسم خط کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ
لے کر ایک نیا نظریہ پیش کرتے۔ برعکس اس کے انہوں نے رومن رسم خط کی زیادہ
وضاحت کی ہے۔

محترم آپ نے ٹھیک لکھا ہے میں آپ کی اس رائے
سے متفق ہوں

مصنف کی دوسری تصنیفیں اور ترجمے

۱ - « تاریخ یونان قدیم » ؛ اڈولف ہولم Adolf Holm کی کتاب کا انگریزی سے اردو ترجمہ ؛ جامعہ عثمانیہ ، حیدرآباد دکن ؛ ۴ جلد ، ۱۹۲۴ تا ۱۹۳۶-

۲ - « مبادی سیاسیات » ؛ دوسری اشاعت ؛ جامعہ ملیہ اسلامیہ ، دھلی ؛ ۱۹۴۱-

۳ - « مختصر تاریخ دکن » ؛ نوین اشاعت ؛ سررشتہ تعلیمات ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۵۰-

۴ - Mahmud Gawan, the great Bahmani Wazir ؛ کتابستان ، الہ آباد ؛ ۱۹۴۲ -

۵ - « نشریات » ؛ عبد القادر اینڈ سنز ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۴۴ -

۶ - « یورپ جنگ سے پہلے » ؛ ادارہ ادبیات اردو ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۴۴ -

۷ - The Bahmani Kingdom ؛ نیشنل انفورمیشن اینڈ پبلی کیشنز ، بمبئی ؛ ۱۹۴۷

۸ - Studies in the History of Early Muslim Political Thought and Administration ؛ دوسری اشاعت ؛ شیخ محمد اشرف ، لاھور ، ۱۹۴۵-

۹ - Some Points for and against the Adoption of Hindi, Urdu or Roman Script for the National Language ؛ ۱۹۴۹-

۱۰ Sidelights on the Growth of Progressive Political Thought in India ؛ انڈین پولیٹیکل سائنس کانفرنس کا صدارتی خطبہ ؛ ۱۹۵۲-

۱۱ - The Bahmanis of the Deccan ؛ مھتمم مطبوعات ، حیدرآباد دکن ؛ ۱۹۵۳-

۱۲ - « سیاسیات کے اصول : راج یا مملکت » ؛ انجمن ترقی اردو ، علی گڑھ ؛ ۱۹۵۴-

۱۳ - « سیاسیات کے اصول : راج سرکار یا حکومت » ؛ انجمن ترقی اردو ، علی گڑھ ؛ ۱۹۵۴-

۱۴ - « سیاسیات کے اصول ؛ بین ملکیت » ؛ انجمن ترقی اردو ، علی گڑھ ؛ ۱۹۵۵-

۱۵ - Muslim Colonies in France, Northern Italy and Switzerland ؛ رینو Reinaud کی کتاب کا فرانسیسی سے انگریزی میں ترجمہ ؛ اورین ٹے لیا ، لاھور ؛ ۱۹۵۶ -

مہتمم مطبوعات، سعود منزل، حمایت نگر حیدر آباد دکن
کی شائع کردہ کتابیں

Prof. H.K. Sherwani : The Bahmanis of the Deccan ;
Price Rs 15

انیسہ ہارون بیگم شروانی : « حیات ز، خ، ش، » ؛ قیمت تین روپیہ

پروفیسر ہارون خاں شروانی : « اردو رسم خط اور طباعت » قیمت دو روپیہ

ایوب کو دوبارہ شکل کس نے دیا

یونس کو تونہ دو اطوفان سے بچایا؟ —

العلاف

S. NAQI HUSAIN
BOOK BINDER, ALIGARH.

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN